مسلسل اشاعت کے 58 سال

ماہنامہ

الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

690

فروری ۲۰۲۳

رجب، شعبان ۱۴۴۴ھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِي الأُمِّي وَ عَلىٰ الٰهِ وَسَلِّم تَسلِيمَا

جلد نمبر.................58
شمارہ نمبر............ 05
رجب،شعبان ۱۴۴۴ھ
فروری ۲۰۲۳ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی

منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت : مقدمہ از شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی ۲
- ترکی میں قیامت خیز زلزلہ .... مولانا راشد الحق سمیع ۵
- ماہ شعبان کی فضیلت و اہمیت .... شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ ۷
- دینی جامعات میں علم فلکیات کی تدریس ....محمد عبد اللہ جاوید ۱۴
- سدِ ذرائع، عرف، عموم بلوی اور کرپٹوکرنسی.............. ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی ۲۷
- ترکی زلزلے قدرتی آفات یا انسانی سازش ....جناب مسعود محبوب خان ۳۵
- تذکرہ علامہ غلام نبی کاموئیؒ .... مولانا جمیل احمد ۴۱
- وقت زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ .... مولانا عطاء اللہ شاہ ۴۹
- افکار و تاثرات (مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا سید سلمان ندوی مولانا قاسم محمود، مولانا سعید الحق جدون، مولانا انعام الرحمٰن، مولانا عبدالحق ثانی)......ادارہ ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۷
- تعارف و تبصرہ کتب ....مولانا محمد اسلام حقانی ۶۲

ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: -------- Email: editor_alhaq@yahoo.com موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔ سالانہ -/500 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت وطباعت

مقدمہ

از: شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی

الحمدللہ حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مرتب کردہ ''تفسیر لاہوری'' دس جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اس پر وقیع اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے، یہ دراصل حضرت والد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خواہش بھی تھی کہ ''تفسیر لاہوری'' پر معاصر علماء ومشائخ کی تقاریظ بھی ''قرآن عزیز'' کی طرح آنی چاہئیں اور حضرت والد صاحب شہیدؒ نے معاصر علماء کو تفسیر کے بعض حصے بھی ملاحظہ کرنے اور اس پر تقاریظ لکھنے کے لئے بھجوائے تھے جس میں نمایاں طور پر شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ بھی شامل تھے۔حضرت مدظلہ نے کمال شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس پر ''مقدمہ'' تحریر فرمایا ہے، حضرت کا یہ مقدمہ اب مہمان اداریہ کے طور پر شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔(راشدالحق سمیع)

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین امابعد:

میرے نہایت مشفق ومکرم بھائی اور محبوب دوست حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی حسین یادیں میرے دل میں بکثرت ایک تلاطم بن کر رہ جاتی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے دینی، علمی، ادبی، سیاسی الغرض ہر میدان میں نمایاں کام لئے، ان کا بہار آفرین قلم عرصہ دراز تک ماہنامہ ''الحق'' کے اداریوں کے ذریعے دین کی صحیح اور ٹھیٹھ تعبیر کا دفاع کرتا رہا، دین میں پیدا کی جانے والی تحریف کے مقابلے میں انہوں نے وہ جاندار اور مدلل تبصرے فرمائے جو ہمارے علمی اور ادبی ذخیروں کا بیش قیمت اثاثہ ہیں، سیاسی میدان میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد ان کی خاص پہچان بن گئی تھی، جس پر اسمبلیوں کے درودیوار شاہدِ عدل ہیں، افغانستان کے جہادِ حریت میں ان کے

قائدانہ کردار کا زمانہ معترف ہے، غرض ان کی دینی و ملی غیرت اور اس کے عملی مظاہروں سے ان کی ساری زندگی معمور رہی اور آخر کار اسی مبارک مقصد کی جدوجہد کے عین درمیان انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

اپنی زندگی کے آخری ایام میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کے دل میں قرآن کریم اور اس کی تفسیر کی خدمت کا وہ مبارک جذبہ پیدا کیا جو انہیں اپنی بیماریوں کے درمیان بھی بے چین رکھتا تھا، ان کی خواہش تھی کہ وہ قرآن کریم کی ایسی خدمت کر جائیں جو اِن کے لئے بھی ذخیرہ آخرت بنے اور امت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے اس ابدی پیغام کو سمجھنے اور اسے عام کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

اس کا وسیلہ یہ ہوا کہ درس نظامی کی تکمیل کے بعد انہوں نے اپنے یارِ غار حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب قدس سرہ کی معیت میں لاہور جا کر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے درس قرآن میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا اور ان کے والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کی اجازت سے اس مقصد کے لئے لاہور کا قصد کیا تھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ کا دورۂ درس قرآن پورے ملک میں مشہور تھا اور طالبان علوم قرآنی اطراف واکناف سے اس دورے میں شریک ہوتے تھے، حضرت لاہوری قدس سرہ نے ''قرآن عزیز'' کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس پر مختصر حواشی تحریر فرمائے تھے، یہ حواشی بظاہر مختصر ہیں لیکن ربط آیات اور رکوعات کے خلاصے کے لحاظ سے دریا بکوزہ کے مصداق ہیں، جن پر امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے لے کر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ تک سب اس کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت لاہوریؒ نے درس نظامی کی تکمیل کرنے والوں کے لئے تین ماہی دورہ جاری فرمایا تھا، جن میں ''القرآن العزیز'' کے منہج کو زیادہ تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ نے اس دورہ تفسیر میں ذوق وشوق کے ساتھ نہ صرف شرکت کی تھی بلکہ حضرت لاہوریؒ کی تقاریر کو اپنے قلم سے محفوظ کر لیا تھا، اپنی آخری زندگی میں ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ تقاضا پیدا فرمایا کہ ان کی تقاریر کو مرتب فرمائیں چنانچہ انہوں نے اپنے مشاغل کی

کثرت اور مختلف بیماریوں کے باوجود اس کام میں تمام تر صلاحیتیں صرف کردیں۔

اب ان کے قابل اور باذوق صاحبزادے عزیزم مولانا راشد الحق صاحب سلمہ (مدیر ماہنامہ ''الحق'') نے اس تقریر (افادات تفسیر) کو شائع کرنے کا مبارک ارادہ فرمایا تو مجھ سے فرمائش کی کہ چند سطور ان کے تعارف پر لکھ دوں اگرچہ میری خواہش تھی کہ میں اس پورے مسودے کو پڑھ کر اس سے استفادہ کروں لیکن پے در پے مشاغل کی بناء پر اس سے تو محروم رہا لیکن چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر فیض یاب ہوا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ کے ابتدائی دور سے ان کے خاص شاگرد تھے اور اس دور میں ان سے جو استفادہ کیا، اس میں تفسیر قرآن، ربط آیات وغیرہ کے منہج کو اختیار فرمایا۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحبؒ کے آخری دور میں ان کے بعض اُن افکار و نظریات سے اکابر علمائے دیوبند نے اختلاف بلکہ برأت کا اظہار فرمایا تھا جو جمہور امت کے طریق سے ہٹے ہوئے تھے۔ ان کی بعض تفاسیر پر حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے ''التقصیر فی التفسیر'' کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا تھا لیکن جہاں تک مولانا احمد علی لاہوری صاحب قدس سرہ کے دورہ تفسیر کا تعلق ہے، جہاں تک بندہ دیکھ سکا، اس میں اس قسم کے افکار اور نظریات کا کوئی عکس نظر نہیں آیا۔

قرآن کریم کی تفسیر میں بعض جزوی نکات کا استنباط ہر دور میں جاری رہا ہے، کبھی تفسیر کے طور پر، کبھی ذوقی استنباطات یا جزوی یا علم الاعتبار کے طور پر۔ اس میں مزاج و مذاق کا اختلاف بھی ہر دور میں رہا ہے، اس سے کسی تفسیر کے مجموعی طور پر مستند ہونے پر فرق نہیں پڑتا، ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یہ قابل قدر کاوش قرآن کریم کی فہم اور اس سے عملی نتائج حاصل کرنے کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ نہایت مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس قابل قدر کاوش کو مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لیے ذخیرہ آخرت اور پڑھنے والوں کے لیے قرآن کریم پڑھنے، اسے سمجھنے اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائیں (آمین ثم آمین)

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۲؍صفر۱۴۴۴ھ

مولانا راشد الحق سمیع

ترکی میں قیامت خیز زلزلہ

آج سے 24 برس قبل ستمبر 1999ء ماہنامہ ''الحق'' کے ادارتی کالم میں راقم نے ترکی میں اس وقت کے افسوسناک اور تباہ کن زلزلہ پر چند حزن وغم سے لبریز تاثرات اور سابقہ سیکولر ترک حکمرانوں کی طرز حکومت پرغم وغصہ کا اظہار کیا تھا۔ قارئین ''الحق'' کیلئے وہی مضمون پیش خدمت ہے، حالیہ حادثے کے اعداد وشمار اور حالات و واقعات بھی تقریباً یکساں ہیں، تازہ حادثہ پر قلم اور قلب دونوں زخمی ہیں اور مزید کچھ لکھنے سے قاصر ہیں، متاثرین زلزلہ کے لئے اچھے انتظامات اور مثالی خدمات کے سلسلے میں صدر طیب اردگان عالم اسلام کے حکمرانوں کے لئے قابل تقلید مثال ہیں۔ (راشد الحق سمیع)

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں بجلیاں ہیں قحط ہیں آلام ہیں
کیسی کیسی دختران مادر ایام ہیں

گزشتہ دنوں ترکی میں رات کے تین بجے جب لوگ آرام سے سو رہے تھے ایک محشر بپا کرنے والے زلزلے نے پورے ملک کے در و دیوار ہلا کر کے رکھ دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پینتالیس ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے اور کئی لاکھ افراد زخمی ہو گئے، اب تک تقریبا پندرہ ہزار افراد کی لغشیں نکالیں جا چکی ہیں اور ملبے کے نیچے تیس سے پینتیس ہزار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، اس قدرتی آفت نے ترکی کو جھنجھوڑ کر کے رکھ دیا ہے، ہم سب اس آفت میں اپنے ترک بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اس امتحان پر بجز صبر و رضا کے اور کیا کہا جا سکتا ہے، بھلا دستِ اجل کو کون روک سکتا ہے اور کون ہونی کو انہونی کر سکتا ہے، البتہ اس قدر ہلاکت خیز بربادی میں عظیم جانی و مالی نقصان پر ہر آنکھ پرنم ہے، متاثرہ علاقوں کی بربادی اور انسانی لغشوں کی تعداد دیکھ کر لمحہ بھر کے لئے یہ

محسوس ہوتا ہے کہ گویا اس رات آسمان زمین پر گر پڑا ہو اور زندگی دم توڑ گئی ہو، مسلمانوں کی اس عظیم تعداد کی ہلاکت اور ضیاع پر تو نبضِ کائنات بھی رک گئی ہوگی لیکن افسوس کہ عیش و آرائش میں پلے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں خوف خدا تک نہ آیا، زندگی کے عیش وطرب کے ماحول میں ڈوبی ہوئی امت مسلمہ اس مرگ انبوہ کی صدا پر ایک لمحے کے لئے بھی نہ چونکی ان کے لئے یہ فقط ایک حادثہ تھا، ایک آبگینہ کے ٹوٹنے کی صدا تھی یا ایک آبلہ پا کے پھوٹ بہنے جتنا درد تھا یا صرف جلتے توے پر رقص سپند کے سوا شاید کچھ بھی نہیں تھا۔

عالم اسلام کو اس عظیم نقصان پر بجز چند تعزیتی کلمات کے اور کیا کرنا چاہیے تھا؟ آج اس تباہی و بربادی پر عالم اسلام میں کہیں بھی سوز وغم کی فضا نہیں پائی جاتی، کیا عبرت اور سبق حاصل کرنے والی آنکھ کے لئے اس حادثہ فاجعہ پر چند آنسو گرانے کا حق نہیں؟ کیا اس سے عبرت حاصل کرنے کا مقام نہیں؟ کیا اس قیامت پر دل مسلم میں کوئی درد اٹھا ہے؟ ہرگز نہیں قدرت کی اس قدر سخت گرفت پر بھی مسلمانانِ ترکی تڑپے ہیں اور نہ ہی عالم اسلام کے مسلمان لرزے ہیں۔ بہرحال! ہم اس عظیم آفت پر اپنے ترک بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اس موقع پر استاذِ مکرم حضرت مولانا ابراہیم فانی صاحبؒ کے اشعار جو ہمارے دلی کرب کی ترجمانی کرتے ہیں، پیش خدمت ہیں:

اِک صف ماتم بچھی ہے اس محیط ارض پر
آسمان را حق بود گر خون بارد برزمین
گلستان دھر پر گویا چلی باد سموم
اور بزم کہکشاں ہے دیکھ پژمردہ جبین
قلزم حسرت میں ڈوبی ہے یہ ساری کائنات
نالہ ریز و نوحہ زن ہے حسرتا چرخ بریں
شق گریبان جگر ہے دامن دل تار تار
ہر طرف ہے شور گریہ ہر نفس اندوگیں
عالم اسلام ہے ماتم کناں باخونِ دل
اف! قیامت اک بپا ہے آج برروئے زمیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

ماہ شعبان کی فضیلت و اہمیت

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد! فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (التوبہ:٣٦)

''بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد، اللہ کی کتاب میں بارہ مہینہ ہے، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دین مستقیم ہے سو ان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جیسا کہ وہ تم سب سے قتال کرتے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ متقین کیساتھ ہے''

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم، شهر رمضان شهر الله، وشهر شعبان شهرِی، شعبان المطهِر ورمضان المكفِر (كنز العمال)

''ماہِ رمضان اللہ تعالی کا مہینہ ہے اور ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہوں کو) ختم کردینے والا مہینہ ہے۔''

شعبان کا معنی

محترم سامعین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ یہ مہینہ اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے جس کو شعبان المعظم کہا جاتا ہے، لفظِ شعبان تشعب سے ماخوذ ہے اور تشعب کا معنی تفرق ہے چونکہ اس ماہ میں بھی خیر کثیر متفرق ہوتی ہے نیز بندوں کا رزق اس مہینہ میں متفرق اور تقسیم ہوتا ہے اس لئے اس ماہ کو شعبان المعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اللہ رب العزت کی رحمت و بخشش کے دروازے یوں تو ہر وقت ہر کسی کیلئے کھلے رہتے ہیں لاتقنطوا مِن رحمةِ الله کی فضاؤں میں رحمت الٰہی کا دریا ہمہ وقت موجزن رہتا

ہے، اس کی رحمت کا سائبان ہر وقت اپنے بندوں پر سایہ فگن رہتا ہے اور مخلوق کو اپنے سایہ عاطفت میں لیے رکھنا اسی ہستی کی شانِ کریمانہ ہے، اس غفار، رحمٰن و رحیم پروردگار نے اپنی اس ناتواں مخلوق پر مزید کرم فرمانے اور اپنے گناہ گار بندوں کی لغزشوں اور خطاؤں کی بخشش و مغفرت اور مقربین بارگاہ کو اپنے انعامات سے مزید نوازنے کیلئے بعض نسبتوں کی وجہ سے کچھ ساعتوں کو خصوصی برکت و فضیلت عطا فرمائی جن میں اس کی رحمت و مغفرت اور عطاؤں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے اور جنہیں وہ خاص قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے، ان خاص لمحوں، خاص ایام اور خاص مہینوں میں جن کو یہ فضیلت حاصل ہے رب کائنات کی رحمت کی برسات معمول سے بڑھ جاتی ہے،ان خصوصی ساعتوں میں ماہِ شعبان کو خاص اہمیت وفضیلت حاصل ہے،غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ لفظ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے(ش، ع، ب، الف اور ن)شین شرف سے، عین علو،عظمت (بلندی) سے، باءبر (نیکی اور تقوی)سے، الف الفت (اور محبت) سے اور نون نور سے ماخوذ ہے،اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو یہ چار چیزیں عطا ہوتی ہیں، یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور برکات کا نزول ہوتا ہے، گناہ کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں،مخلوق میں سب سے افضل اور بہترین ہستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے پناہ کثرت سے ہدیہ درود وسلام بھیجا جاتا ہے۔

عبادات میں قمری تقویم کا اعتبار ہے

محترم سامعین کرام! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں کہ بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہی دین مستقیم ہے،سوان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرواورتم تمام مشرکین سے قتال کروجیسا کہ وہ تم سب سے قتال کرتے ہیں اور یادرکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے (التوبہ : ٣٦)

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عبادات اور معاملات کے احکام ان مہینوں اور سالوں کے اعتبار سے مقرر کیے جائیں گے جو مہینے اور سال اہل عرب کے نزدیک معروف تھے نہ کہ وہ مہینے جو عجمیوں، رومیوں وغیرہ کے نزدیک معروف تھے، غیر عرب کے نزدیک مہینہ تیس دنوں سے زیادہ کا بھی ہوتا ہے اور عرب کے نزدیک مہینہ کا اعتبار چاند کے حساب سے ہوتا ہے اور ایک مہینہ تیس دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا، البتہ تیس دن سے کم کا مہینہ بھی ہوتا ہے،قرآن مجید اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں کہ

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (یونس :۵) ''وہی جس نے سورج کو روشنی دینے والا بنایا اور چاند کو روشن اور چاند کیلئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جان لو۔''

اس طرح دوسری جگہ پر اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ (البقرہ:۱۸۹) ''لوگ آپ سے نئے چاندوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہئے کہ وہ لوگوں (کی عبادات اور معاملات اور خصوصا) حج کے لیے اوقات کی نشانیاں ہیں۔

اشہر حرم

محترم سامعینِ کرام! اللہ تعالیٰ نے سال کے مہینوں میں سے چار مہینے رجب، شعبان، رمضان اور محرم برگزیدہ فرمائیں، ان میں سے شعبان کو چن لیا اور اسے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ قرار دیا، لہٰذا شعبان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں تمام بھلائیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، آسمان سے برکتیں اتاری جاتی ہیں، گناہگار بخشش پاتے ہیں اور برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''سوتم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، ہر چند کہ کسی مہینہ میں بھی ظلم کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہ مہینے چونکہ حرمت والے ہیں اس لیے ان مہینوں میں گناہ کرنا زیادہ شدت سے ممنوع ہے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی ایک وجہ سے عظمت اور حرمت مقرر فرماتے ہیں تو وہ ایک وجہ سے محترم اور مکرم ہوتی ہے اور جس چیز کی دو یا دو سے زیادہ وجہ سے حرمت و اور عظمت مقرر فرماتا ہے تو وہ دو یا دو سے زیادہ وجہ سے مکرم اور محرم ہوتی ہے، پس اس میں برے کاموں پر عذاب بھی دگنا چوگنا ہوتا ہے، جس طرح اس میں نیک کاموں کا اجر وثواب بھی دگنا اور چوگنا ہوتا ہے، سو جو شخص حرمت والے مہینہ مثلاً ذوالحجہ میں یا حرمت والی جگہ مثلا مکہ مکرمہ یا مسجد حرام میں عبادت کرے گا اس کا اجر وثواب دوسرے اوقات اور دوسری جگہوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوگا اور جو شخص اس حرمت والے مہینہ اور حرمت والی جگہ میں برے کام کرے گا اس پر مواخذہ بھی دگنا چوگنا ہوگا۔

ماہِ شعبان کی اہمیت وفضیلت

شعبان یہ وہی قابلِ قدر مہینہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا کہ شعبان شھری و رمضان شھر اللّٰہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، یہ وہی قابلِ احترام مہینہ ہے کہ جب رجب المرجب کا چاند نظر آتا تو حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اللھم بارِك لنا فِی رجب و شعبان وبلِغنا رمضان (مشکوۃ المصابیح) ''اِلٰہی رجب اور شعبان میں ہمیں برکت دے اور ہم کو خیریت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے''

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ماہِ رجب کی آمد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوں فرمایا کرتے: اللھم بارِك لنا فِی رجب وشعبان وبلِغنا رمضان (المعجم الاوسط)

''اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں نازل فرما اور رمضان ہمیں نصیب فرما۔''

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں نبی علیہ السلام کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، تیمّم سے متعلق احکام کا نزول اسی مہینے میں ہوا، تاریخ اسلام کا عظیم غزوہ غزوہ بنوالمصطلق اسی ماہ میں پیش آیا، چنانچہ اسلامی سال کا یہ آٹھواں مہینہ اپنی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے مہتم بالشان اور ماہ رمضان کیلئے پیش خیمہ ہوتا ہے اس مہینہ میں رمضان المبارک کے استقبال، اس کے سایہ فگن ہونے سے قبل ہی اسکی مکمل تیاری اور مختلف ضروری امور سے یکسوئی کا بھرپور موقع ملتا ہے۔

ماہ شعبان کی عظمت

اس مہینے کی عظمت و اہمیت اتنی ہے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ میں رمضان کی تیاری کی ترغیب دی ہے اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِس کثرت سے روزے رکھتے تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوگمان ہوتا کہ آپ کبھی ترک نہیں کریں گے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

احب الشھرِ اِلی رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یصوم شعبان یصِلہ بِرمضان (کنزالعمال)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیں۔''

اور حضرت امِ سلمہؓ فرماتی ہیں:

ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم شھرینِ متتابِعینِ اِلا شعبان ورمضان (ترمذی شریف)

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان اور رمضان کے سوا متواتر دو مہینے

روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔''

شعبان کی حرمت

معزز سامعین کرام! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کو اپنا مہینہ قرار دیا اور اس ماہ کی حرمت وتعظیم کو اپنی حرمت وتعظیم قرار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے اور دیگر اعمال صالحہ بجالاتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شهر رمضان شهر اللّٰه، وشهر شعبان شهرِی، شعبان المطهِر ورمضان المكفِر (کنز العمال)

''ماہِ رمضان اللہ تعالی کا مہینہ ہے اور ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہوں کو) ختم کر دینے والا مہینہ ہے۔''

شب برات

اس ماہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں پندرہویں شب ہے جس میں مغفرت عام ہوتی ہے جس کا تعامل صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور سلف صالحینؒ کے دور سے منقول ہے۔

شعبان میں کثرتِ صوم کی حکمت

اس ماہ میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے رمضان المبارک کی عظمت واہمیت اور اس کے روزوں کی تیاری اور ماہ رمضان میں اللہ کا قرب اور رمضان کے خاص انوار و برکات کے حصول اور ان سے مزید مناسبت پیدا کرنے کے لیے کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت حاصل ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے اس سلسلے میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ أى الصومِ افضل بعد رمضان قال شعبان لِتعظِيمِ رمضان ''رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: رمضان کی تعظیم کے لیے شعبان کا روزہ، (ترمذی شریف)

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت بیان ہوئی کہ ماہِ شعبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھتے۔

كان احب الشهورِ إِلى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم ان يصومه

شعبان، ثم یصِله برمضان (مسند احمد)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے رکھنا زیادہ محبوب تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صوم شعبان تعظِیما لِرمضان(بیهقی) ''شعبان کے روزے رمضان کی تعظیم و قدر کیلئے ہیں۔''

بندوں کے اعمال کی اللہ کی طرف پیشی

محترم سامعین! نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں، جیسا کہ شعب الایمان میں اسامہ بن زید کی روایت موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شعبان رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہوا ہے لوگ اِس سے غفلت برتتے ہیں مگر یہی مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، میری تمنا ہے کہ میرے اعمال جب پیش کیے جائیں تو میرا شمارہ روزہ داروں میں ہو۔

اس حدیث مبارکہ میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کی فضیلت کا ایک راز یہ بتا دیا کہ شعبان میں ہمارے اعمال للہ تعالی کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، جو شخص اس مہینے میں جتنے زیادہ اعمال صالحہ بجا لاتا ہے، زیادہ عبادات کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، صدقات و خیرات کرتا ہے، اسے اتنی ہی للہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے اور اسی قدر بارگاہِ الٰہی سے قرب اور مقبولیت نصیب ہوتی ہے۔

ملک الموت کو مرنے والوں کی فہرست دی جاتی ہے

اس ماہ میں ایک اہم کام یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اس سال مرنے والوں کی فہرست دیتے ہیں، اسلئے تو جب ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ تمام مہینہ روزے کیوں رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن اللّٰه یکتب فِیهِ میتة تهلِك السنة واحِب ان یاتِینِی اجلِی وانا صائِم (مسند ابو یعلی) ''اِس مہینہ میں ان لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں جو اِس سال مرنے والے ہوتے ہیں پس مرا جی چاہتا ہے اگر اِسی سلسلہ میں میری اجل بھی آنے والی ہو تو میں خدا کی بہترین عبادت روزے میں مشغول ہوں۔''

ماہ شعبان کا پیغام

معزز سامعین کرام! ماہِ شعبان کی فضیلت واہمیت اوراس میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنے کے متعلق امت مسلمہ متفق ہے اور آج امت مسلمہ مشکل اور سنگین حالات کا سامنا کر رہی ہیں، بالخصوص مملکت خداداد پاکستان مختلف بحرانوں سے گزر رہا ہے، ہر ہر شخص ایک خطرناک معاشی واقتصادی اور بدامنی و بدعنوانی کی زد میں ہیں، خوف وہراس اور سناٹے کا ماحول پورے ملک میں عام ہے جگہ جگہ حد سے متجاوز مہنگائی کے سبب ضروریاتِ زندگی اور حوائج اصلیہ سے بھی لوگ محروم ہیں اس خودساختہ بحران اور مہنگائی، قہر خداوندی اور آزمائش رب الٰہی کے چلتے سب مجبور ولاچار نظر آرہے ہیں، مملکت خداداد پر طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو یہ نظر آرہا کہ اس مہنگائی اور بدامنی کے سبب لوگ اپنے آپ کو گھروں تک محدود رہنے پر مجبور ہیں، شعبان کے مہینے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کرتے اور خطبہ دیتے جس میں انہیں رمضان کے فضائل و مسائل بیان کرتے، رمضان کی عظمت واہمیت کے پیش نظر اس کی تیاری کے سلسلے میں توجہ دلاتے، اسی لئے ہم ماہ مبارک کی آمد سے پہلے پہلے اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اوراس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کریں، ان نازک حالات میں ماہ شعبان رب کی عطا کا مہینہ ہے، گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کر کے رب کی بارگاہ میں واپس آنے کا یہ صحیح ترین وقت ہے، آپ اپنے گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کریں، اذکار و واوراد کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار اور دعاوں کا خاص اہتمام کریں اوراس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا مقصد ہے، اگر ہم اس ماہ کی قدر دانی کرتے ہیں اور رب عظیم کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہیں اور ظلم وستم سے بچنے، حقوق اللہ و حقوق العباد کی پاسداری کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو ان شاء اللہ ان مشکلات کا خاتمہ ہوگا اور ماہ رمضان کا ہم صحیح طریقے پر استقبال کر پائیں گے اوراس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ کی قدر دانی کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس خطرناک مشکل معاشی حالات سے پوری قوم کو نمٹنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے اور رمضان المبارک میں ہمیں اپنے اعمال کے ساتھ مساجد میں جمع فرمائے (آمین)۔

محمد عبداللہ جاوید*

دینی جامعات میں علم فلکیات کی تدریس (معرفت کے مقاصد و منہاج)

علمی، تحقیقی و تخلیقی میدان میں ہماری خاطر خواہ کارکردگی نہ ہونے کی ایک بنیادی وجہ علم کی تفریق ہے، دینی و عصری علوم میں فرق نے اسلاف کے شاندار کارناموں اور ہماری موجودہ ناگفتہ بہ حالت کا فرق واضح کردیا ہے، امت مسلمہ کی ترقی و سربلندی کی مطلوبہ جہت علم کو ایک اکائی سمجھنے، علم وتحقیق کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے اوراس کے پیش نظر تعلیمی اداروں کے احیا میں مضمر ہے، اس نقطہ نظر سے ہماری دینی جامعات میں ایسے علوم کی ترویج و اشاعت کا اہتمام ہو جس سے بطور خاص روز مرہ کے معاملات اور موجودہ ترقیوں کے سلسلے میں صحیح معلومات حاصل کرنے اور ملک وملت کی رہنمائی کرنے کے لئے طلبہ کو مطلوبہ خطوط کا رمیسر آئیں، دور حاضر کے کئی علوم کا حالات اور ضروریات کے تحت انتخاب مفید ہوسکتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں موجودہ دور کے ایک اہم اور روز افزوں تغیر پذیر میدان، علم فلکیات کا تعارف اورضروری تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔ امید کہ اس کے پیش نظر دینی جامعات کے طلبہ کے لیے فلکیات کا مختصر المیعاد کورس وضع کرنے میں آسانی ہوگی۔

علم فلکیات، تعارف اور ابتدائیہ

فلکیات، ایسا مضمون ہے جس کا ہر کوئی کسی بھی عمر میں طالب علم بن سکتا ہے کیوں کہ اس کی آنکھوں کے سامنے یہ وسیع و عریض کائنات اپنی چمکتی دمکتی کہکشاؤں، ستاروں اور سیاروں کے ساتھ ہر وقت ایک کھلی کتاب کی طرح موجود رہتی ہے۔علم فلکیات سے مراد، زمینی فضا سے اوپر آسمانوں میں پائے جانے والے اجرام فلکی کا مشاہدہ ومطالعہ کرنا اور یہ سمجھنے کی کوشش کرنا ہے کہ اس کائنات کا نظام کیسے چل رہا ہے، علم فلکیات کو سمجھنے کے لیے بعض دیگر مضامین کی مدد ضروری ہے اس لئے اس کو بین المضامین (inter disciplinary) مضمون بھی کہا جاتا ہے یعنی انتہائی وسیع و عریض کائنات میں موجود

* ڈائریکٹر اے جے اکیڈمی فار ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ رائے پور انڈیا

اجرام فلکی اور پیش آنے والے مختلف حوادث کا صحیح علم وفہم اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ ریاضی، کیمیا، ارضیات اور حیاتیات جیسے مضامین کا علم بھی ساتھ شامل رہے، ریاضی کا علم اس لئے کہ مختلف اجرام فلکی سے متعلق فاصلے، ان کی رفتار، اکائیوں کے حساب، مختلف دوربینوں سے حاصل ہونے والے مواد (data) کے تجزیہ کے لئے یہ ضروری ہے۔ کیمیاء کا علم اس لیے ناگزیر ہے کہ اس کے بغیر مختلف شعاعوں، گیسوں اور فضاؤں میں موجود کیمیائی عناصر کی کارکردگی اور ان کے درمیان کا ردعمل وغیرہ سمجھنا ممکن نہیں۔ پھر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ چانداور مریخ وغیرہ میں پیڑ پودوں کی کاشت ممکن ہے یا یہ کہ کرہ ارض کے علاوہ کیا واقعی کہیں کسی سیارہ میں زندگی پائی جاتی ہے یا نہیں؟ حیاتیات کا علم ضروری ہے۔ ارضیات کا علم اس لیے ضروری کہ اس کے بغیر سیاروں کی سطح، اس پر پائے جانے والے پہاڑ وغیرہ کی اصل نوعیت معلوم نہیں کی جاسکتی۔

عموماً دینی جامعات کے اعلی درجات میں فلکیات کی ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ عبادات سے متعلق بعض اہم امور کے بارے میں بھرپور واقفیت رہے، جیسے قمری وشمسی تاریخ، رویت ہلال، کعبہ کی سمت اور سورج و چاند گرہن کی نوعیت، اس لیے بیشتر دینی مدارس سے فارغ طلبہ علم فلکیات سے بنیادی واقفیت رکھتے ہیں لیکن اس میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے کے لئے طلبہ دینی مدارس کی مختصر المیعاد منصوبہ کے ذریعے موثر رہنمائی کی جاسکتی ہے، اس ضمن میں فلکیات کی تعریف، مقاصد وغیرہ کے بیان کے علاوہ ان سارے امور کا احاطہ کیا جائے جن سے یہ معلوم ہو کہ فلکیات کی وسعت اور گہرائی کیا ہے؟ اس میں وہ تمام ضروری اصطلاحات اور تصورات کی وضاحت بھی شامل رہے جن سے خلائی سائنس میں ہونے والی ترقی اور کائنات میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کی بڑی حد تک واقفیت ہوسکے۔ اس مختصر المیعاد کورس میں حسب ذیل امور شامل کیے جاسکتے ہیں۔

دینی جامعات کے لیے نصابِ علم فلکیات کے خدوخال

دینی جامعات میں زیر تعلیم طلبہ کے لیے حسب ذیل تین امور کے تحت ضروری معلومات شامل نصاب کی جاسکتی ہیں:

تعارف: فلکیات کی تعریف، اس کی شاخیں، فلکی تاریخ، وجود کائنات کا نظریہ، زمینی فضا اور اس کی تہیں، نظام شمسی اور اس کے سیارے، کہکشائیں، کائنات میں موجود دیگر اجرام فلکی، اہم فلکی تصورات اور اصطلاحات کی تفہیم کے علاوہ خلائی سائنس کی مختصر تاریخ اور اس میدان میں ہورہی موجودہ پیش رفت کے ساتھ ساتھ مسلم سائنس دانوں کے کارنامے جیسے امور کا احاطہ ہو۔

نوٹ: ان امور کے علاوہ جو بقیہ فنی، تکنیکی اور علمی تفصیلات ہیں، ان کے مطالعہ کیلئے خواہش مند طلبہ متعلقہ استاد کی زیرنگرانی از خود پیش رفت کر سکتے ہیں جس کے لیے مندرجہ بالا امور سے متعلق علم کفایت کر جائے گا۔

افادیت: شمسی وقمری تاریخ، سمت کعبہ، رویت ہلال، سورج و چاند گرہن سے متعلق ضروری معلومات۔

انطباق: اس میدان میں طلبہ کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق وتخلیق کے مواقع کی فراہمی، علاوہ ازیں علم فلکیات، بطور خاص خلائی سائنس کی ترقی وایجادات کا معروضی مطالعہ، قابل اصلاح امور کی نشان دہی اور جائزہ، آئندہ کا لائحہ عمل۔

قابل توجہ امور

فلکیات کے میدان میں ہورہی ترقی اور دریافت سے حسب ضرورت استفادہ کرنے پر توجہ کرنے کے ساتھ اس میدان میں انجام دی جارہی سرگرمیوں کا بغور جائزہ ضروری ہے، یہ حقیقت ہے کہ خدا بیزاری اور زندگی کے حقیقی مقصد سے عدم واقفیت نے علم فلکیات سے متعلق ہورہی بیشتر کوششوں کو نامکمل اور بےسمت بنادیا ہے۔ خلائی تحقیق کے لئے ہر سال عالمی سطح پر کھربوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں جب کہ انتہائی سنگین انسانی مسائل آج بھی عالم انسانیت کے لیے ناسور بنے ہوئے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۲۰ء اور ۲۱ء میں خلائی تحقیق (space exploration) کی غرض سے عالمی سطح پر ۹۲ بلین ڈالر (تقریباً ۷۵ کھرب روپے) صرف کیے گئے ہیں پھر مختلف ممالک کی آپسی خلائی دوڑ نے ہمارے سروں کے اوپر موجود محفوظ خلا کو سٹیلائٹس کی بے ترتیبی اور ان کے غیر ضروری اجزا (space debris) سے بڑا پر خطر بنادیا ہے گویا انسانوں کے سر پر ننگی تلواریں لٹک رہی ہیں، امریکہ کی خلائی نگرانی کرنے والے نیٹ ورک کی رپورٹ کے مطابق زمین کے مدار میں 21,901 مصنوعی چیزیں موجود ہیں، جن میں 4,450 برسرکار سیٹلائٹ شامل ہیں، ایک سینٹی میٹر سے بھی چھوٹے خلائی ردی (space junk) کے تقریباً تیرہ کروڑ ٹکڑے موجود ہیں، ایک سے دس سینٹی میٹر کے درمیانی سائز کے نو لاکھ خلائی ردی کے ٹکڑے ہیں اور دس سینٹی میٹر سے بھی بڑے ردی کے ٹکڑوں کی تعداد چونتیس ہزار بتائی جاتی ہے، یہ ہے خلائی آلودگی (space pollution) کا مختصر بیان۔

واضح رہے خلا میں موجود یہ تمام ناکارہ اجزا متحرک سیٹلائٹوں اور خلائی جہازوں کو زبردست نقصان پہنچانے کی خاصی اہلیت رکھتے ہیں، اب تک خلا میں ایسے کئی حادثے ریکارڈ کیے گئے ہیں جہاں بالکل معمولی سی چیز نے بڑی سٹیلائیٹوں کو تباہ یا ناکارہ کردیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان خلائی

ردی اجزا میں سے کوئی ایک معمولی سی چیز بھی زمین کی طرف گرتی ہے تو قوت کشش کے باعث حیرت انگیز رفتار اختیار کرتے ہوئے یہاں زبردست تباہی مچا سکتی ہے۔

علم فلکیات کے میدان میں پیش رفت کے لیے مطلوبہ مقاصد کا تعین

اس صورت حال میں طلبہ دینی جامعات کو علمی و تحقیقی میدان کا امام بننے کا عزم کرتے ہوئے خلائی سائنس میں ہورہی دریافت، ایجاد اور ترقی کو خیر و شر اور نفع وضرر کے پہلو سے دیکھنا چاہیے لہٰذا اس کے تحت، بحیثیت مسلم طالب علم، خلائی سائنس کا مطالعہ، اس میدان میں تحقیق وتفتیش نیز دریافت اور ایجاد کے لیے حسب ذیل مقاصد پیش نظر رہنے چاہئیں:

☆ علم فلکیات میں ہورہی ترقی اور دریافت سے حسب ضرورت استفادہ کرنا۔

☆ خلائی سائنس کے میدان میں حصول علم و تحقیق کے لیے اصول وضوابط مرتب کرنا۔

☆ اس میدان میں ہورہی غیر منفعت بخش کوششوں کی جانب عمومی طور پر عالم انسانیت کو اور خصوصی طور افراد امت کو متوجہ کرنا، اوران کی علمی وفکری اور عملی تیاری یقینی بنانا۔

اس کے تحت اگر دینی جامعات میں علمی و تحقیقی کام کے مواقع دستیاب رہیں تو ممکن ہے کہ بحیثیت مجموعی افرادِ امت، انسانوں کیلئے نفع بخش علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں بڑا ہی موثر کردار ادا کرسکیں گے اور دنیائے انسانیت کو اپنے افکار کی دنیا میں بھی سفر کرنے کے قابل بنا سکیں گے۔

علم فلکیات کی تعلیم کا مطلوبہ منہج

علم فلکیات سے متعلق متذکرہ امور کا بقدر ضرورت تفصیلی اور مختصر تفہیم کا اہتمام ہوسکتا ہے۔ دینی جامعات کے اپنے نصاب اور متعینہ ترجیحات کے پیش نظر اس علم سے متعلق محاضرات وغیرہ کے لیے مناسب اوقات کار کا تعین کیا جانا چاہیے، البتہ جو بات اہم ہے وہ اس کے طریقہ تعلیم اور مطلوبہ منہج سے متعلق ہے، اس ضمن میں سب سے پہلے، ان مقاصد کی پرزور تفہیم کا اہتمام ہونا چاہیے جنہیں علم فلکیات کے میدان میں پیش رفت کے لئے مطلوبہ مقاصد کا تعین کے تحت بیان کیا گیا ہے، اس کا لب لباب یہ ہے کہ ہمارے طلبہ کو نہ صرف اس میدان کے ضروری علم اور موجودہ پیش رفت سے کما حقہ واقفیت حاصل کرنی ہے بلکہ اس کے آگے کے مراحل سر کرتے ہوئے دنیائے انسانیت کے سامنے اس منہج اور طریقہ کار کی وضاحت کرنی چاہیے جس سے نہ صرف علم فلکیات میں ہونے والی تمام تر پیش رفت، ہر لحاظ سے مفید ہو بلکہ ترقی کے ساتھ معرفت کے پہلو بھی منکشف ہوتے رہیں۔ اس لحاظ سے

ذیل میں بعض امور فلکیہ سے متعلق تفصیل بیان کی جارہی ہے تاکہ اسلامی نقطہ نظر سے معرفت کا مطلوبہ منہج اور معیار واضح کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔

غور وفکر اور مشاہدہ کی اہمیت وضرورت

آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات پھر سے ذہن نشین کرلیں کہ قرآن مجید میں مختلف انداز سے دعوت غور وفکر دی گئی ہے۔غور وفکر سے کام لینے کے لیے یتفکرون، عقل سے کام لینے کے لیے یعقلون اور فہم وشعور پر توجہ دینے کے لیے یفقھون کا اس کتاب ہدایت میں بہ کثرت ذکر ملتا ہے اگر قرآنی حکم کے مطابق، قرآنی آیات پر غور وفکر کا اہتمام ہو تو عقل وفہم کے نئے نئے مدارج طے کرنا آسان ہوگا، قوت تخیل، قوت ادراک وغیرہ کا حاصل ہونا، غور وخوض کے انھیں قرآنی مدارج کی پاس داری سے ممکن ہے۔ بطور مثال سورہ آل عمران کی یہ دو آیات ہی ملاحظہ فرمائیں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)

''بے شک زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوشمند لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ الجامع لاحکام القرآن میں تحریر فرماتے ہیں لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ یعنی ان کے لیے نشانیاں ہیں جو اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے دلائل میں غور وفکر کرتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے انھوں نے ارشاد فرمایا: جب یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ اسی دوران حضرت بلال حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کیوں

رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپؐ نے فرمایا: اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جس نے اسے پڑھا اور اس میں غور وفکر نہیں کیا، الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ اللہ تعالیٰ نے تین حالتوں کا ذکر فرمایا ہے، انسان اپنے تمام معاملات میں انھیں تین حالتوں میں ہوتا ہے، یعنی یہ حالتیں اس کے تمام اوقات کو محیط ہیں، اسی کے پیش نظر غالباً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان بھی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے، کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم یذکر اللّٰه علی کل احیانه

علامہ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدیؒ اپنی تفسیر تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان میں لکھتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس کائنات میں غور وفکر کی ترغیب دلائی ہے کہ وہ اس کی نشانیوں سے بصیرت حاصل کریں، اس کی تخلیق میں غور وفکر کریں، یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے لفظ ''آیات'' کو مبہم رکھا، یہ نہیں کہا کہ اس میں فلاں فلاں فائدے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں بے شمار فائدے ہیں، اس کائنات میں عقل کو حیران کردینے والی ایسی مختلف قسم کی نشانیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو ہر طرح سے متاثر کردیتی ہیں، ان نشانیوں میں غور وفکر کرنے والے انھیں سچے دل سے مانے بغیر رہ نہیں سکتے، یہ تمام نشانیاں، حق کی تلاش میں سرگرداں لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق سلیم الطبع دماغوں کو متنبہ کرتی ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کائنات میں موجود اجرام فلکیہ اور اشیا کی تفصیلات کا شمار کرنا کسی بھی مخلوق سے ممکن نہیں ہے۔ تفصیلات تو دور کی بات، کسی ایک چیز کی مکمل معلومات کا احاطہ کرنا بھی ممکن نہیں۔ غور وفکر کے اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے دیگر امور سے متعلق تفصیلات پیش خدمت ہیں:

مشاہدہ ومطالعہ سے معرفت

رب کی جانب آفاق وانفس سے متعلق وہ آیت اکثر ہمارے مطالعہ میں ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان کے تذکرے کے ساتھ معرفت حق کا اعلان فرماتا ہے۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (حم سجدہ:۵۳)

''عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے

نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ حق یہی ہے''

وسیع وعریض کائنات میں موجود اجرام فلکی، اپنے وجود سے مالک حقیقی کا پتا دیتے ہیں۔ان کی روشنی، وہ روشنی ہے جو معرفت رب کے لیے انسان کے قلب و ذہن کو منور کرتی ہے۔اس مہربان خدا نے آنکھیں مشاہدے کے لیے دی ہیں جن سے رب کی حقیقی پہچان بہرحال یقینی ہوجاتی ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تفکروا فی الاء اللّٰہ اللہ کی نشانیوں میں غور وفکر کرو(بیہقی) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ مبارکہ سے اس حقیقت کی جانب رہنمائی ملتی ہے، مشاہدہ کسے کہتے ہیں اورمعرفت رب، کن مراحل سے گزر کر حاصل ہوتا ہے اور جب یہ حاصل ہوتا ہے تو کس طرح دیگر بندگان خدا کو اپنے دائرہ اثر میں لے لیتا ہے،ان تمام امور کا ذکر درج ذیل آیات میں کیا گیا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ○ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًاقَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام: ۷۵-۷۹)

''ابراہیم کو ہم اِسی طرح زمین اور آسمانوں کا نظامِ سلطنت دکھاتے تھے اور اس لیے دکھاتے تھے کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں، چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ڈوب گیا تو بولے ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہوگیا ہوتا پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ ہے میرا رب، یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی ڈوبا تو ابراہیم پکار اٹھے اے برادرانِ قوم! میں ان سب سے بے زار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کرلیا جس نے زمین

اور آسمانون کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

ان آیتوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے معنی صرف دیکھنے کے نہیں ہیں، بلکہ اس میں تین پہلو شامل ہیں، اول دیکھنا، دوم تجزیہ کرنا اور سوم نتیجہ اخذ کرنا یا اعلان کرنا ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نہ صرف تارے، چاند اور سورج کو دیکھا بلکہ ان سب کا بغور تجزیہ فرمایا اور کہا کہ وہ (افل) ڈوبنے والے ہیں پھر ہر ایک کے بارے میں نتیجہ اخذ فرمایا، تارے کے بارے میں کہا کہ میں ڈوب جانے والے کو پسند نہیں کرتا، چاند کے بارے میں تجزیہ کرکے بتایا کہ اگر میرا رب رہنمائی نہ کرتا تو میں گمراہ ہوجاتا اور سورج کے بارے میں تجزیہ کرکے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا کہ حقیقی رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اسی کی جانب توجہ مرکوز رہنی چاہیے، سورہ الانعام کی ان آیتوں میں معرفت کے تین مراحل واضح ہوتے ہیں جو ذات، رب اور انسان سے متعلق ہیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تارے کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں ڈوبنے والے کو پسند نہیں کرتا یعنی معرفت رب کا آغاز ذات سے ہوا یعنی خیر وشر کی اچھی تمیز ہوجاتی ہے، پھر چاند کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں گمراہ ہوجاتا، یہاں معرفت رب سے متعلق ہے یعنی رشد وہدایت اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہوتی ہے، پھر اس کے بعد سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے برات کا اعلان فرمادیا یعنی ذات اور رب کی معرفت کے بعد، انسانوں سے تعلق قائم ہوجاتا ہے، ان کے حالات کا صحیح تجزیہ اور اس کا بہ بانگ دہل اعلان ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ میں تمھیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گم راہی میں دیکھ رہا ہوں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ معرفت ذات اور معرفت رب ہو تو دنیائے انسانیت سے دین کی بنیاد پر تعلق قائم رہتا ہے، ان آیتوں سے یہ بات بھی مترشح ہوجاتی ہے کہ معرفت کے لیے مطلوبہ غور وفکر کا سلسلہ شروع ہو تو وہ کسی ایک حد تک محیط نہیں رہتا بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز کا بغور مشاہدہ و تجزیہ اس کا لازمی جز بن جاتا ہے، سورہ الانعام کی مذکورہ آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مشاہدے میں تارہ، چاند اور سورج شامل ہیں لیکن ان اجرام فلکی کے علاوہ کن کن چیزوں پر غور وفکر کا تسلسل جاری رہا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی قرآن مجید کی ان آیتوں میں ان کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس کا اندازہ آپ کے اعلان سے ہوتا ہے کہ ان اجرام فلکی کے علاوہ مزید کن چیزوں پر غور وفکر ہوا۔ اس لیے آپ نے آسمانوں کے ساتھ زمین کا بھی ذکر فرمایا یہ آیت دیکھیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔

''میں نے سب سے کٹ کر، بالکل یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کرلیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

حالانکہ زمین کے کسی بھی حصہ پر غور وفکر کا ذکر سورہ الانعام کی مذکورہ بالا آیات ۷۵تا ۷۸ میں نہیں ہے۔اس کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں،اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی، آپ کو سورج چاند ستارے بادل اور بہت بڑی مخلوقات کا مشاہدہ کرایا، زمین کی وسعتوں کا بھی مشاہدہ کرایا۔ چنانچہ آپ نے پہاڑوں سمندروں دریاں درختوں ہرقسم کے چوپائے دیگر کیڑے مکوڑے اور عظیم مخلوق کا مشاہدہ فرمایا(تفسیر الدر المنثور)

امورفلکیہ اورمعرفت کا مطلوبہ منہج

علم فلکیات کے تحت اجرام فلکی کا مطالعہ اور کائنات میں رونما ہونے والے واقعات کا مشاہدہ، اسی تصور معرفت کے تحت کیا جانا چاہیے،اس ضمن میں آسمان، زمین، زمینی فضا،سورج، چاند، دن اور رات کے علاوہ مختلف اجرام فلکی کا وجود،تصورات اور وسیع وعریض کائنات میں رونما ہونے والے واقعات کے تحت قرآن وسنت کا منصوبہ بند مطالعہ کیا جاسکتا ہے، کائنات کے مشاہدے کی وسعت اور اصول کیا ہوں،سورہ الانعام کی منتخب آیات کی روشنی میں اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں بطور مثال، آسمان اور زمینی فضا کا ذکر کیا جارہا ہے، بقیہ امور پر اسی نہج سے توجہ دی جاسکتی ہے۔

آسمان قرآن مجید میں

آسمانوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے،علم فلکیات کی روشنی میں اس سے متعلق تفصیلات بآسانی معلوم کی جاسکتی ہیں، جن کا لب لباب یہی ہے کہ آسمان دراصل زمین کے اوپر تا حدنظر آنے والا نیلا گنبد نما غلاف ہے جس کا احاطہ چاروں طرف ہے۔ اس میں زمینی فضا اور وسیع وعریض خلا، دونوں شامل ہیں،اس سلسلہ کی مزید تفصیلات جیسے آسمان کس کا مجموعہ ہے، اس میں کون کون سے اجرام فلکی پائے جاتے ہیں؟ بادل کیا ہیں؟ آسمان نیلے رنگ کا کیوں دکھائی دیتا ہے؟ سات آسمانوں کی نوعیت کیا ہے؟ وغیرہ جیسے امور شامل کرتے ہوئے، آسمانوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی جاسکتی

ہیں۔آسمانوں کا وجود ہمارے سامنے ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اس کے ذریعے علم وعرفان کے کون سے پہلو ہوسکتے ہیں جن کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے؟ اس ضمن میں بطور خاص حسب ذیل تین پہلوؤں کے تحت قرآن مجید کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

(الف) قرآن مجید میں آسمانوں کی تخلیق کا ذکر کس انداز سے کیا گیا ہے؟ جیسے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا (الاعراف:۵۴) اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور آسمان سے پانی برسایا (ابراہیم:۳۲)

(ب) آسمان، ایک شاہ کار تخلیق کیسے ہے؟ جیسے اس نے بغیر ستونوں کے آسمان کھڑا کیا (الرعد:۲) وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر نہیں گرتا (الحج:۶۵)، اللہ تعالیٰ نے اپنے زور سے آسمان بنایا اور اس کو مسلسل وسعت دے رہا ہے (الذاریات:۴۷)

(ج) اس سے کیا نصیحت ملتی ہے؟ انسانوں کا پیدا کرنا، انھیں مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا، اللہ کیلئے آسان ہے جس نے یہ وسیع وعریض آسمان پیدا فرمایا (النازعات:۲۷) انسانوں کو پیدا کرنے کی بہ نسبت، آسمانوں کو پیدا کرنا بڑا کام ہے (المومن:۵۷)

انہی تین امور کے تحت زمین، سورج اور چاند کے علاوہ رات اور دن کے اختلاف کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

زمینی فضا

(۲) کرہ قائمہ یہ نیچے سے دوسری تہہ ہے، اس کو (stratosphere) کہتے ہیں، یہ اوپر کی جانب تقریباً ۵۰ کلومیٹر تک پھیلی ہے، درجہ حرارت کچھ حد تک مستقل رہتا ہے پھر اوپر کی جانب بڑھتا ہے، فضا کے اسی حصہ میں اوزون گیس پائی جاتی ہے جو سورج کے بالائے بنفشی شعاعوں (ultraviolet radiations) کے اثرات سے زمین کو محفوظ رکھتی ہے۔اسی طرح سے دیگر تہوں میں تیسری تہہ کرہ میانی (mesosphere)، چوتھی تہہ کرہ حراری (thermosphere)، تیسری اور چوتھی تہوں کے درمیان ایک اور تہہ کرہ آیونی (ionosphere) اور سب سے آخری تہہ کرہ بیرونی (exosphere) ہے، یہ تمام کرے اور تہیں اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ان سے متعلق تفصیلات بڑی آسانی سے دستیاب ہوجاتی ہیں، ان میں معرفت کا پہلو یہ ہے کہ یہ تہیں اپنی خصوصیات کے لحاظ سے محفوظ قلعوں کا کام انجام دیتی ہیں، بظاہر ان تہوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی تقسیم کرنے والا قطعہ یا دیوار نہیں لیکن وہ تمام تہیں، اپنے وجود اور خصوصیات کے اعتبار سے الگ الگ محفوظ قلعوں کا کام انجام دیتی ہیں۔

زمینی فضا اور معرفت کے پہلو

زمینی فضا میں موجود یہ تمام تہوں کا محفوظ قلعہ ہونا، قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا (الفرقان: ٦١) ''بڑا مبارک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اوراس میں ایک چراغ اورایک چمکتا چاند روشن کیا''

یعنی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیائے انسانی کو ہر طرح کے باہری اور اندرونی خطرات سے مکمل محفوظ فرمایا ہے۔ اوپر مندرجہ آیات میں بروج کا ذکر، اسی مناسبت سے بیان ہوا ہے۔ بروج کی مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں: بروج سے مراد منزلیں ہیں (القرطبی)

یہ برج کی جمع ہے جس کے معنی قصر کے ہیں (راغب الاصفہانی) برج بلند محل کو کہا جاتا ہے، انھیں بروج اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ یہ ان ستاروں کے لیے اسی طرح (گھر کی حیثیت رکھتے) ہیں جیسا کہ رہنے والوں کیلئے مکان ہوتے ہیں (النسفی) بروج سے مراد ایسے اونچے محل ہیں جن میں چوکیدار اور محافظ موجود ہوتے ہیں (البغوی) بروج کو حفاظت اور چوکیداری جیسی خصوصیات سے موسوم کرنا انکے دنیائے انسانیت کیلئے ہر طرح سے محفوظ و مامون ہونے کے معنوں میں ہیں، جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ۝ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ (الحجر: ١٦-١٧) ''اور ہم ہی نے آسمان میں بروج بنائے ان کو دیکھنے والوں کے لیے سجادیا۔ اور ہر شیطان مردود سے ان کو محفوظ کردیا''

بعض نے بروج سے مراد بڑے سیارے بھی لیے ہیں۔ زمینی فضا کی سب سے پہلی تہہ کرہ متغیرہ میں بارش ہوتی ہے، قرآن مجید میں بارش برسنے کا ذکر، آسمان کے حوالے سے کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ آسمان ہے جو زمینی فضا میں سب سے پہلے پایا جاتا ہے، قرآن مجید میں اس کے لیے لفظ الْمُزْنِ آیا ہے، جس سے مراد نیچے والا یا قریب کا آسمان ہے۔ دیکھئے یہ آیات:

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (الواقعه: ٦٨، ٦٩) ''اچھا یہ بتاؤ جس پانی کو تم پیتے ہو، اس کو آسمان دنیا سے تم نے نازل کیا ہے یا اس کے نازل کرنیوالے ہم ہیں؟''

غرض اس کائنات کا چپہ چپہ اپنے اندر درس عبرت اور معرفت کے پہلو رکھتا ہے، علم فلکیات کا مطالعہ اور اس میدان میں ہورہی دریافتوں اور ترقیوں کا مشاہدہ اور مطالعہ اسی نقطہ نظر سے مفید ہوسکتا ہے، کائنات پر غور وفکر کا حاصل یہی ہے کہ اس کا بس ایک ہی خالق ہے، اسی نے اس کو متعین مقصد کے تحت پیدا فرمایا ہے، انسانی ترقی اور دریافت، کائنات کی اسی حقیقت کی بازیافت کرتی جارہی ہے، زمانے کی اس جانب ترقی کا ایک مفید پہلو یہی ہے کہ وہ اس کائنات کی وسعت اور ہم آہنگی کے نت نئے پہلو واضح کرتی جارہی ہے۔

گذشتہ سال کے آخر میں خلا میں چھوڑے گئے اب تک کی سب سے طاقت ور جیمز ویب سپیس ٹیلی اسکوپ کی حالیہ دریافت نے ساری دنیا کو چونکا دیا ہے، امریکہ کے خلائی تحقیقی ادارے ناسا (NASA) کے مطابق اس نے اب تک کی سب سے پرانی کہکشاں GLASS-z13 کی دریافت کی ہے جس کی روشنی ہم تک 13.4 ارب سال بعد پہنچی ہے۔ یعنی یہ کہکشاں زمین سے اربوں، کھربوں کلومیٹر کی دوری پر واقعہ ہے۔ اس کی روشنی اس قدر غیر معمولی اور لامتناہی فاصلہ بغیر کسی رکاوٹ کے طے کرتے ہوئے ہم تک پہنچی ہے، یعنی غیر معمولی وسعتوں والی اس کائنات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اس کا واضح پیغام اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبياء ٢٢)

''اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا، پس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔''

اور یہ کہ ساری کائنات عبث نہیں بلکہ متعین مقصد کے تحت بنائی گئی ہے، آسمانوں اور زمین میں اسی کا دین یعنی حکم وفرماں روائی چل رہی ہے۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (النحل: ٥٢)

''اسی کا ہے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور خالصا اسی کا دین (ساری کائنات) میں چل رہا ہے پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر تم کسی اور سے ڈرو گے؟''

یہی معاملہ عقل وشعور اور اختیار رکھنے والے انسان کا ہونا چاہیے کہ وہ صرف اپنے خالق و مالک کی بندگی بجالائے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرة: ۲۱-۲۲)

''لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں ان سب کا خالق ہے، تمہارے بچنے کی توقع اِسی صورت سے ہوسکتی ہے، وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا، پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراو۔''

اختتامیہ

علم فلکیات کے مطالعہ کی غرض مندرجہ بالا تفصیلات سے واضح ہوجاتی ہے، بطور مثال چند فلکی امور سے متعلق قرآن وسنت سے وضاحتیں پیش کی گئی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی اس وسیع وعریض کائنات سے مادی استفادے کے علاوہ روحانی تسکین کا بھی سامان ہونا چاہیے، مادی استفادہ، اس میدان میں ہونے والی صحت مند ترقی سے تعلق رکھتا ہے جبکہ روحانی تسکین کا سامان، معرفت کے نت نئے پہلوؤں کے انکشاف سے ممکن ہے۔ بحیثیت مسلمان، ہمارا اس میدان سے تعلق انہیں دو بنیادوں کے تحت ہونا چاہیے، ہم دنیا کی ان تمام ترقیوں کو سراہیں گے جو دنیائے انسانیت کے لیے باعث خیر ہیں، ان کا حسب استطاعت تعاون کریں گے اور خود بھی اپنے وسائل اور ضروریات کے تحت پیش رفت کریں گے، جب کہ غیر صحت مند ترقی اور غلط سمت پیش رفت پر علمی اور سائنٹفک طریقہ تنقید کو اپنا شعار بنائیں گے، رہی بات معرفت کے پہلوؤں کی، اس جانب ہمیں دنیا کو راستہ دکھانا ہوگا کیونکہ سائنس اور سائنسی سرگرمیاں خدا بے زاری پر مبنی ہیں، انسانی ترقی کی وجہ سے کائنات کے سربستہ رازوں کا جو انکشاف ہوا ہے اور ہو رہا ہے، ان میں معرفت ذات اور عرفان الٰہی کے پہلوؤں کی نشان دہی کرتے ہوئے دنیائے انسانیت کو متوجہ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی
لیکچرر منسٹر ٹیکنالوجی یونیورسٹی آئرلینڈ

کرپٹو کرنسی
سدِ ذرائع، عرف، عموم بلویٰ

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہمیں چوبیس گھنٹے کی زندگی میں آنے والے ہر معاملے کے اندر قیامت تک آنے والے مسائل کی مکمل رہنمائی فرماتا ہے، اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے علمائے کرام کو کہ جنہوں نے صدیوں پہلے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کا حل امت کو بتلایا نیز اس وقت بھی علمائے کرام اپنی زندگیاں وقف کرکے امت کو درپیش نئے مسائل میں مکمل شرعی رہنمائی فرمارہے ہیں اور اسی کا نام اسلامی فقہ ہے یعنی فقہ ظاہری اعمال کے متعلق تمام احکامِ شرعیہ کا علم ہے جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جائے (نوادر الفقہ، ج۱، ص۳۳)

احکامِ شرعیہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر اچھے برے کام سے متعلق یہ جاننا کہ اس پر شریعت نے کون سا حکم لگایا ہے؟ نیز احکامِ شرعیہ کے چار دلائل ہیں یعنی قرآن، سنت، اجماع اور قیاس آسان الفاظ میں کسی بھی عمل کے متعلق یہ بات کہ وہ فرض ہے یا واجب، یا مندوب (یعنی مستحب) ہے یا مباح (یعنی جائز)، یا حرام ہے یا مکروہ؟ ثابت کرنے کا ذریعہ یا تو قرآن پاک ہے یا سنت یا اجماع ہے یا قیاس، حضرت معاذ بن جبلؓ والی حدیث میں بھی اس کی صراحت ہے، یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ قیاس بھی قرآن، سنت اور اجماع کا تابع ہوتا ہے (حوالہ: فقہ میں اجماع کا مقام) نیز فقہ اسلامی کے کچھ ذیلی مآخذ بھی ہیں مثلاً:

استحسان، استصحابِ حال، مصالحِ مرسلہ، عرف وعادت، قولِ صحابی، سدِ ذرائع، شرائع من قبلنا اور تعاملِ اخیار یعنی تعاملِ اہل مدینہ اور اہل مکہ (حوالہ: فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ، فقہ اور اصولِ فقہ کی تدریس۔ماہنامہ بینات اپریل ۲۰۱۹) ۔ ائمہ اربعہ یعنی فقہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے یہاں بنیادی اجتہادی اصول و مآخذ تو چار ہیں البتہ ذیلی مآخذ کی ترتیب، اصول اور منہج استنباط میں اختلاف ہے (حوالہ: فقہ اور اصولِ فقہ کی تدریس۔ماہنامہ بینات اپریل ۲۰۱۹ء، فقہ حنفی اور اس کا منہج استنباط، ماہنامہ بینات اپریل ۲۰۲۱)

اہم بات یہ ہے کہ عوام خود قطعاً ان مسائل کا استنباط نہیں کر سکتے اور اگر عوام میں سے کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسی سے گمراہی کا راستہ کھلتا ہے، دوسری اہم چیز یہ ہے کہ کسی حکم کی علت اور حکمت بھی علمائے کرام ہی بتائیں گے۔

جب کسی چیز کی بارے میں علمائے کرام شریعت کا اس مسئلہ سے متعلق حکم بتاتے ہیں تو سب سے پہلے نصوص کو دیکھتے ہیں یعنی قرآن پاک، پھر سنت، پھر اجماعِ امت اور پھر اس مسئلے سے متعلق انہی تینوں چیزوں کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے قیاسِ شرعی کیا جاتا ہے۔یعنی اگر شراب سے متعلق حکم جاننا ہے کہ وہ حلال ہے یا حرام تو پہلے قرآن پاک میں دیکھا جائے گا کہ اس سے متعلق کیا حکم آیا ہے، پھر سنت، پھر اجماع اور اگر ان تینوں میں کوئی بات صراحت سے نہ ملے تو قیاسِ شرعی کیا جائے گا۔اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دیکھئے شراب کا چونکہ عرف ہے لہٰذا اس بنا پر اس کو جائز قرار دیا جائے تو اس نے نصوص کو نہیں دیکھا، اس کو چاہیے تھا کہ پہلے وہ نصوص میں شراب کا حکم تلاش کرے، اگر کوئی یہ دلیل دے کہ چونکہ شراب کا عموم بلوی ہو چکا ہے یعنی کہ عام اور خاص میں شراب اس حد تک عام ہو چکی ہے کہ اس سے حفاظت اور کنارہ کشی اختیار کرنا بہت مشکل ہے لہٰذا اس بنا پر اس کو جائز قرار دیا جائے تو اس نے بھی پہلے نصوص کو نہیں دیکھا۔علمائے کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی بھی چیز سے متعلق ہم پہلے بنیاد کو دیکھیں گے کہ نصوص میں اس سے متعلق کیا حکم آیا ہے اور اگر ضرورت پڑی تو پھر فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ کی طرف جایا جائے گا۔

اسی طریقے سے کرپٹو کرنسی سے متعلق حکم جاننے کیلئے بھی علمائے کرام پہلے نصوصِ شرعی کو دیکھیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ کرپٹو کرنسی میں بنیادی طور پر کیا خصوصیات اور خامیاں ہیں اور پھر ان کو دیکھتے ہوئے کرپٹو کرنسی سے متعلق جواز یا عدم جواز کی کوئی رائے قائم کریں گے یعنی سب سے پہلے کرپٹو کرنسی میں جو بنیادی خامیاں ہیں علمائے کرام ان کا جائزہ لیں گے، اگر وہ خامیاں ایسی ہیں کہ جن کے احکام نصوص میں موجود ہیں جن کی بنیاد پر مفتیانِ کرام اس کے عدم جواز کا فتوی دیتے ہیں تو فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ یعنی سدِ ذرائع، عرف اور عموم بلوی کی طرف جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، اب ہم سب سے پہلے انہی تین دلائل کی بات کرتے ہیں۔

عرف کے ذیل میں کرپٹو کرنسی کے بارے میں کچھ حضرات یہ کہتے ہیں کہ چونکہ کرپٹو کرنسی رائج ہو جائے گی یا کچھ ممالک میں ہو چکی ہے، اس کا عرف قائم ہونے جا رہا ہے یا ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں کئی ممالک میں اس پر قانون سازی کا عمل کیا جا چکا ہے اور کئی میں اس پر کام جاری ہے اور

عرف میں کرپٹو کرنسی کو زر سمجھا جاتا ہے لہٰذا اس کا استعمال اور اس میں سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے اور اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ چونکہ شریعت میں عرف معتبر ہوتا ہے لہٰذا کرپٹو کرنسی کا استعمال جائز ہے۔

پہلے بنیادی طور پر سمجھ لیجئے کہ عرف دو طرح کا ہوتا ہے یعنی عرف صحیح اور عرف فاسد اور عرف کو علاقوں میں رائج ہونے کے اعتبار سے عرف عام اور عرف خاص میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے، عرف صحیح وہ ہے جو کہ نصوص شارع کے معارض نہ ہو۔ اسی طرح کے عرف کو لینا اور اختیار کرنا معتبر ہوگا چونکہ یہ اصولِ شرعی میں ایک اصل ہے (حوالہ: فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ، ص۲۵۵) عرف فاسد یہ ہے کہ جس سے لوگ متعارف ہوں لیکن وہ شریعت مخالف ہو اور قوائد شرع سے متصادم ہو۔ اب عرف عام ہو یا عرف خاص، بات یہ دیکھی جائے گی کہ وہ عرف فاسد تو نہیں۔

ہم اس بات کو بنیاد بنا کر کہ کوئی چیز رائج ہے یا رائج ہو کر رہے گی، عمومی طور پر اس کی حلت وحرمت کا فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ اسلامی اصولِ وضوابط کے مطابق نہ ہو، اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ نصوص کی موجودگی میں عرف و عادت کی وجہ سے احکام میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی یعنی جو عرف نص شرعی کے خلاف ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا (حوالہ: آپ فتوی کیسے دیں؟ شرح عقود رسم المفتی) دیکھئے جب فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ عرف کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں تو ذہن میں رہے کہ ہر طرح کے احکام نہیں بدلتے بلکہ ایسے احکام ہی بدلیں گے جن کی بنیاد عرف پر ہو، مثلاً اس وقت پوری دنیا خاص طور پر مغرب میں شراب عام ہے اور بیشتر ممالک میں اس کا استعمال با قاعدہ قانون کے تحت جائز ہے اور یہ عوام الناس میں رائج بھی ہے تو کیا اس کے وسیع استعمال سے علمائے کرام نے اس کی حلت کا فتوی دے دیا ہے؟ نیز جوا، قمار اور سود اسلامی شریعت میں جائز نہیں تو کیا اس کے وسیع اور عام استعمال سے سود، جوا، سٹے بازی حلال ہوگئی؟ عالمی معاشی نظام میں اس وقت بینکوں کا قبضہ ہے تو کیا اس وجہ سے کہ چونکہ اب پورا معاشی نظام باطل کے قبضہ میں ہے اور حتی کہ اسلامی ممالک بھی ان بینکوں کو استعمال کرر ہے ہیں، کیا سودی بینک کے نظام کو حلال قرار دے دیا گیا؟ اسی طریقے سے جن علمائے کرام نے سود کو اور بینکنگ سسٹم کو سو سال پہلے ناجائز قرار دیا وہ آج بھی یہی خیال کرتے ہیں اور ابھی حال ہی میں تیسری دفعہ وفاقی شرعی عدالت نے ربا سے متعلق جو فیصلہ دیا وہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے، بعینہ اگر کرپٹو کرنسی عوام میں مقبول ہے، اس کو لوگ زر سمجھیں اور اس کا عرف ہے تو اس دلیل سے اس کے جواز کو قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ شریعت کے تمام اصولوں کے مطابق نہ ہو جائے۔

اگر یہ دلیل دی جائے کہ دیکھیں چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی ہم نے بینکنگ کے نظام کو اپنایا ہوا ہے تو کرپٹو کرنسی کو بھی اپنا لیا جائے تا کہ دیر نہ ہو جائے تو اس میں یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ اگر چہ مملکتِ پاکستان نے قانون کے تحت بینکنگ کے نظام کو اپنایا مگر چونکہ یہ نظام سود پر مبنی تھا اور چونکہ سود کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں اور آئینِ پاکستان بھی اس کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا الحمدللہ تیسری مرتبہ وفاقی شرعی عدالت نے پھر یہ فیصلہ سنایا کہ ہمیں اس نظام کو چھوڑ کر اسلام کے معاشی نظام کو اپنانا ہوگا لہٰذا کرپٹو کرنسی کو اگر پوری دنیا اپنا بھی لے اور پاکستان میں اس کی قانونی حیثیت بھی دے دی جائے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کہیں یہ شریعت کے اصولوں کے متصادم تو نہیں؟ اگر متصادم ہوگی تو چاہے پوری دنیا اس کو اپنا لے اور حکومت پاکستان اس کو قانونی حیثیت بھی دیدے مگر اسلامی رو سے اس کے جائز ہونے کے بارے میں ہم مفتیانِ کرام ہی کی رائے پر عمل کریں گے اور اس سے احتراز کریں گے۔

اب سدِ ذرائع یعنی Blocking the means کی طرف آتے ہیں، سدِ ذرائع سے مراد وہ مباح اور جائز امور ہیں جو کسی حرام اور ناجائز فعل کا وسیلہ بنیں یا بننے کا قوی اندیشہ ہو (حوالہ: فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ) آسان الفاظ میں سدِ ذرائع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اس ذریعے سے روکا جائے جو کسی حرام چیز تک پہنچانے کا سبب بنے اگر چہ وہ ذریعہ فی نفسہ جائز اور مباح ہو لیکن اس کے مفضی الی الحرام (یعنی حرام کی طرف لے جانے والا) ہونے کی وجہ سے اس میں حرمت آ جائے گی، یعنی سدِ ذرائع میں ایک مباح اور جائز عمل سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ عمل ایک حرام فعل کو مستلزم تھا اور یہی سدِ ذریعہ ہے۔

سدِ ذرائع کو لے کر کرپٹو کرنسی سے متعلق بعض حضرات یہ دلائل دیتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی میں فی نفسہ تو کوئی شرعی مفاسد نہیں، اس کا استعمال صحیح ہے اور وہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ان حضرات کا یہ دعوی ہے کہ کرپٹو کرنسی میں شرعی اشکالات تو سرے سے ہیں نہیں البتہ کچھ انتظامی اور عملی پیچیدگیاں ہیں اگر قانون سازی ہو جائے تو کرپٹو کرنسی کے استعمال میں ساری رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی نیز چونکہ ابھی کرپٹو کرنسی کے صارفین کو کوئی قانونی پروٹیکشن حاصل نہیں اور اس سے اندیشہ ہے کہ کرپٹو کرنسی کا استعمال کرنے سے عوام کا سرمایہ ڈوب جائے گا لہٰذا سدِ ذرائع کی دلیل کو استعمال کرتے ہوئے وہ صرف اس وجہ سے فی الحال عوامی سطح پر کرپٹو کرنسی کے استعمال پر توقف کی رائے دے رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کے حفظِ مال کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے جو کہ مقاصدِ شرعیہ Maqasid Al-Shariah میں سے ہے یعنی اگر قانون سازی ہو جائے اور حکومتِ پاکستان کرپٹو کرنسی کے استعمال کو قانونی طور پر

جائز قرار دے دے تو کرپٹو کرنسی کا استعمال ہر اعتراض سے پاک ہوجائے گا۔

قارئین کرام! صرف کرپٹو کرنسی کا قانون بنانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں قانون تو سودی بینکاری نظام کا بھی ہے، تو کیا سود جائز ہوگیا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ دیکھئے! اگر بالفرض پاکستان میں کرپٹو کرنسی پر قانون سازی ہوجائے اور کرپٹو کرنسی کے استعمال، خرید وفروخت اور لین دین کو جائز قرار دے دیا جائے تو پھر بھی کرپٹو کرنسی کے اندر بہت سارے بنیادی نقائص ہیں جن کی وجہ سے مفتیانِ کرام ان شرعی قباحتوں کی موجودگی میں کرپٹو کرنسی کے جواز کے فتوی میں احتیاط سے کام لیں گے اور اس وقت تک جواز کا فتوی نہ دیں گے جب تک مکمل شرعی طور پر کرپٹو کرنسی کسی شرعی اصول وحکم کی مخالفت میں نہ ہو۔

اب ہم عموم بلوی کی طرف آتے ہیں، عموم بلوی سے مراد یہ ہے کہ تمام لوگ جس کام کو کرتے ہوں اور قیاس سے ناجائز ہو اس کا ترک کرنا دشوار ہو تو اس حکم پر عمل نہ کریں گے۔ مثال بارش کے موسم میں راستے کے پانی اور کیچڑ سے بچنا دشوار ہے لہٰذا وہ اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو معاف ہے (حوالہ: علم الفقہ، ص ۵۱) بعض حضرات عموم بلوی کی دلیل دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی عموم بلوی کے تحت جائز ہے جبکہ علمائے کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی کا ابھی اتنا رواج نہیں ہے کہ اس کے جواز کا فتوی عموم بلوی کے تحت دیا جائے۔ نیز عموم بلوی ہر امر محظور میں معتبر نہیں بلکہ مختلف فیہ مسائل میں معتبر ہے اور وہ بھی حلت وحرمت میں معتبر نہیں بلکہ نجاست وطہارت میں معتبر ہے (حوالہ: فقہ حنفی کی اصول وضوابط، ص ۱۵۷)

ایک اشکال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ کرپٹو کرنسی کے بارے میں کمپیوٹر سائنسدانوں اور ماہرین ہی کی رائے ہی میں اختلاف ہے لہٰذا مفتیانِ کرام اس کے جواز اور عدم جواز سے متعلق سکوت اختیار کئے ہوئے ہیں، دیکھیے اصولی بات تو یہ ہے کہ کمپیوٹر سائنسدانوں کا کرپٹو کرنسی سے متعلق کوئی اختلاف نہیں، ہاں! البتہ اگر کچھ مفتیانِ کرام کو مغالطہ اس وجہ سے ہوا کہ کچھ کمپیوٹر سائنس جاننے والے سوشل میڈیا پر کرپٹو کرنسی کی بہت زیادہ تشہیر کرتے ہیں اور اس کے جواز کے حق میں دلائل دیتے ہیں اور اس تشہیری مہم سے متاثر ہو کر کچھ مفتیانِ کرام سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا کمپیوٹر سائنسدانوں ہی میں کرپٹو کرنسی کے طریقہ کار کو لے کر اختلاف ہے تو ان کی خدمت میں مکرر گزارش ہے کہ یہ لوگ کرپٹو کرنسی کی منظم طریقے سے تشہیر کرنے والے ہیں اور انہی تشہیر کرنے والے لوگوں کے متعلق یورپین سپروائزری اتھارٹی یہ کہتی ہے کہ آپ کو سوشل میڈیا کے اثر اندازوں سے بھی ہوشیار

رہنا چاہیے جن کے پاس عام طور پر مخصوص کرپٹو اثاثوں اور متعلقہ مصنوعات اور خدمات کی مارکیٹنگ کے لیے مالی ترغیب ہوتی ہے اور وہ اپنی جاری کردہ معلومات میں متعصب بھی ہو سکتے ہیں، لہٰذا مفتیانِ کرام کو ایسے سوشل میڈیا پر اثر انداز ہونے والوں سے محتاط رہنا چاہیے اور اس بنیاد پر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کرپٹو کرنسی سے متعلق کمپیوٹر سائنسدانوں کی رائے میں اختلاف ہے نیز جمہور علمائے کرام کرپٹو کرنسی سے متعلق کسی پروپیگنڈے کے اثر میں نہیں آئے ہیں اور انہوں نے کرپٹو کرنسی کی بنیاد پر غور کیا ہے لہٰذا ان جمہور مفتیانِ کرام کی رائے کرپٹو کرنسی کے عدم جواز سے متعلق ہی ہے۔

ذیل میں جو ہم کرپٹو کرنسی کی بنیادی خامیاں ذکر کر رہے ہیں وہ سائنسی طور پر ثابت شدہ ہیں، یہ سائنسی حقائق ہیں اور قارئین سائنسی تحقیق کو خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں لہٰذا اگر کوئی اسکے برعکس یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ خامیاں کرپٹو کرنسیوں میں موجود نہیں تو اس کو سائنسی طور پر دلائل کے ذریعے ثابت کرنا چاہیے نا کہ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر موجود غیر سائنسی مواد کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کرنی چاہیے۔

اب آیئے غور کرتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی میں وہ چند کون کون سی خرابیاں ہیں یا شرعی محظور ہیں جن کی بنیاد پر جمہور مفتیانِ کرام اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

(۱) کرپٹو کرنسی کھاتے میں محض فرضی نمبروں کا اندراج ہے اور وہ حسی طور پر تو در کنار ڈیجیٹل طور پر بھی موجود نہیں ہوتیں

(۲) کرپٹو کرنسیوں سے سافٹ وئیر کی طرح ذاتی انتفاع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) کرپٹو کرنسی کی کوئی ذاتی قدر نہیں اور قیمتِ اسمیہ بھی نہیں لہٰذا اس کا مالِ متقوم ہونا مشکوک ہے۔

(۴) کرپٹو کرنسی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاتا بلکہ ٹرانزیکشن کا لیجر میں اندراج کیا جاتا ہے جو کہ کرپٹو کرنسی کی ملکیت کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۵) ہر کوئی اپنی کرپٹو کرنسی بنا سکتا ہے۔

(۶) اس میں بیع قبل القبض کا معاملہ ہے۔

(۷) اس کا زیادہ استعمال سٹے بازی میں ہے۔

(۸) یہ زر (کرنسی) کے طور پر استعمال نہیں کی جاسکتی۔

(۹) اس کی قیمت میں بہت زیادہ اتار چڑھا ہے جس کے سبب اس کا استعمال سٹے بازی میں بہت ہورہا ہے۔

(۱۰) اس پر کچھ لوگوں اور اداروں کی اجارہ داری ہے۔

(۱۱) اس میں کئی جگہوں پر غرر کثیر ہے جس میں مائننگ کا عمل سرفہرست ہے۔

(۱۲) کرپٹو کرنسی بجلی اور گیس کی طرح عمدہ اموال میں شامل نہیں۔

(۱۳) یورپین سپروائیزری اتھارٹی اسے سٹے بازی قرار دیتی ہے اور اس کے استعمال کو منع کرتی ہے۔

(۱۴) اس کو انتظامی طور پر کچھ ادارے اور لوگ کنٹرول کرتے ہیں اور یہ مروجہ سودی بینک نظام سے بھی بدتر ہے۔

(۱۵) اس کی قیمت میں کمی اور زیادتی پر چند لوگ اور اداروں کا قبضہ ہے۔

(۱۶) کرپٹو کرنسی کے پیچھے کوئی حکومت نہیں۔

نصوص میں واضح طور پر بیع وشرا یعنی خرید وفروخت کے احکام موجود ہیں: بیع درست ہونے کے لئے مجموعی طور پر سات شرائط ہیں جو بیع کے منعقد اور صحیح ہونے کیلئے ضروری ہیں، پہلی شرط: مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز مال ہو، دوسری شرط: مبیع متقوم ہو، تیسری شرط: مبیع موجود ہو، چوتھی شرط: مبیع مملوک ہو، پانچویں شرط: مبیع مقدور التسلم ہو، چھٹی شرط: مبیع معلوم ہو، ساتویں شرط: مبیع بائع کے قبضے میں ہو (حوالہ: فقہ البیوع اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، جلد)

پہلی شرط یہ ہے کہ جس چیز کی خرید وفروخت کی جائے اس کا مال ہونا ضروری ہے، اب اگر خامی ا نمبر ا اور ۲ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کرپٹو کرنسی کا شرعی طور پر مال ہونا واضح نہیں کیونکہ مال ایسی متقوم (قیمت والی) چیز ہے جس سے نفع اٹھایا جاسکے اور وقتِ ضرورت کے لیے اس کو جمع کیا جاسکے اور مالیت کا ثبوت تمام یا بعض لوگوں کے اس کو مال قرار دینے سے ہوتا ہے اور تقوم کا ثبوت ایک تو مالیت سے ہوتا ہے دوسرا اس چیز سے شرعاً نفع کے مباح ہونے سے (حوالہ: فقہ البیوع، اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، ج ۲، ص ۶۱۷) خامی نمبر ۲ پر اگر غور کیا جائے تو چونکہ کرپٹو کرنسی سے ذاتی انتفاع حاصل نہیں کیا جاسکتا اور اس میں ذاتی قدر بھی نہیں تھی لہٰذا ان فرضی ہندسوں میں فرضی طور پر تقوم پیدا

کیا گیا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان میں تقوم قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ کرپٹو کرنسی مالِ متقوم نہیں لہٰذا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں نیز اگر خامی نمبر۲ پر مزید غور کیا جائے تو یہ اصول لاگو ہوگا کہ'' وہ چیز جس سے نفع نہ اٹھایا جاسکتا ہو تو وہ مال نہیں کہلائے گی اور اس کی بیع وشرا بھی جائز نہ ہوگی'' (حوالہ: فقہ البیوع ،اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، ج ۱،ص ۷۸)

یہ احکام بھی نصوص میں واضح طور پر موجود ہیں کہ بیع کے منعقد ہونے کے لئے مبیع کا عقد کے وقت موجود ہونا ضروری ہے لہٰذا معدوم کی بیع منعقد نہیں ہوگی (حوالہ: فقہ البیوع اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، ج ۲،ص ۶۳۳) اب اگر ہم کرپٹو کرنسی کی ماہیت پر غور کریں تو یہ بات سائنسی طور پر مسلم ہے کہ کرپٹو کرنسی معدوم ہوتی ہے یعنی یہ محض لیجر میں فرضی نمبروں کا اندراج ہے اور یہ خامی نمبر ا میں نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا مبیع یعنی کرپٹو کرنسی عقد کے وقت موجود نہیں تو اس دلیل کے تحت بیع منعقد نہیں ہوگی۔اسی طریقے سے بیع کے منعقد ہونے کے لئے مبیع کا بائع کی ملکیت میں ہونا شرط ہے، لہٰذا جس چیز کا بائع مالک نہ ہو اس کی بیع باطل ہوگی (حوالہ: فقہ البیوع ،اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، ج ۲،ص ۶۳۳) اگر ہم خامی نمبر۴ پر غور کریں تو واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ بائع یعنی کرپٹو کرنسی کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی منتقل ہوتی ہے لہٰذا بیع منعقد نہیں ہوگی۔

اسی طریقے سے دیگر نمبروں یعنی ۵-۱۵ پر بھی غور کرلیا جائے تو پتہ چلے گا کہ کرپٹو کرنسی کی ان خامیوں سے متعلق نصوص میں واضح احکامات موجود ہیں جن کی وجہ سے مفتیانِ کرام کرپٹو کرنسی کے عدم جواز کے قائل ہیں لہٰذا جمہور علمائے کرام کے مطابق نصوص کو چھوڑ کر فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ یعنی سدِ ذرائع ،عرف اور عموم بلوی کی اصطلاح کو استعمال کرتے ہوئے کرپٹو کرنسی کے جواز کے احکام نکالنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

راقم بحیثیتِ کمپیوٹر سائنسدان اور اس موضوع کے ماہر ہونے کے ناطے قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرے گا کہ سائنسی طور پر ان مفتیانِ کرام کی رائے میں وزن ہے جو کہ کرپٹو کرنسی کے عدم جواز کے قائل ہیں نیز جو حضرات کرپٹو کرنسی کے جواز کے قائل ہیں یا اس کے شرعی حکم سے متعلق سکوت اختیار فرمائے ہوئے ہیں ،راقم کی رائے میں ان کو کرپٹو کرنسی سے متعلق کمپیوٹر سائنس کے ماہرین نے مکمل بات نہیں پہنچائی۔ ہم امید کرتے ہیں جب ایسے مفتیانِ کرام کے سامنے کرپٹو کرنسی کے کام کرنے کی پوری تکنیکی تفصیلات سامنے آجائیں گی تو وہ بھی نصوص کو دیکھنے کے بعد اپنے جواز اور سکوت کی رائے سے رجوع فرمائیں گے (ان شاءاللہ)

جناب مسعود محبوب خان*

ترکی زلزلے قدرتی آفات یا انسانی سازش

آج رات یعنی ۲۰ فروری ۲۰۲۳ء ایک موضوع پر لکھنے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایجنسی کی خبر گردش میں آ گئی کہ ترکی ۔شام کے بارڈر پر ترکی کے صوبہ ہاتے کے انطاکیہ میں دوبارہ دو شدید اور تباہ کن زلزلوں کے جھٹکے محسوس ہوئے ہیں، گزشتہ دو ہفتے پہلے ۶ فروری ۲۰۲۳ء کو 7.8 کی شدت کے زلزلوں نے شام اور ترکی میں شدید جانی و مالی نقصان پہنچایا تھا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ترکی میں تقریباً ۴۸ ہزار سے زائد اور شامی حکومت کی طرف سے اقوام متحدہ میں دئے گئے اعداد و شمار کے مطابق شام میں 5.8 ہزار افراد ہلاک ہوگئے ہیں، وہاں کی گلی کوچوں میں خوف و ہراس کی فضا پائی رہی ہے۔ امریکی جیولوجیکل سروے کے مطابق ترکی کا یہ زلزلہ 7.8 (ریکٹر اسکیل) کی شدت کا تھا اور اس کی گہرائی ۱۸ر کلومیٹر تھی، زلزلے کی شدت اتنی تھی کہ میڈیٹیرینین سیسمولوجیکل سینٹر نے کہا کہ یونان، اردن، فلسطین، اسرائیل، عراق، جارجیا، آرمینیا، مصر اور رومانیہ میں جھٹکے محسوس کیے گئے۔ اس کے کچھ گھنٹوں بعد دن کی روشنی میں کم از کم ۲۰ سے زائد آفٹر شاکس بھی آئے جس کی نتیجے میں دنیا نے دیکھا کہ کس طرح پلکیں جھپکتے ہی عالیشان عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئیں۔

یہ عصرِ حاضر کی عظیم ترین قدرتی آفات میں سے ایک ہے، یہ خوفناک جان لیوا زلزلہ ترکی کی تاریخ میں ۱۹۳۹ء کے زلزلوں کے بعد کا سب سے بڑا زلزلہ مانا جارہا ہے، حالانکہ اس شدت کے زلزلے پہلے بھی کئی بار آ چکے ہیں، ابھی حالیہ سالوں میں ۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء کو 7.5 (ریکٹر اسکیل) کے زلزلوں کے جھٹکے شدت سے محسوس کئے گئے۔ اس زلزلے نے دنیا کے لئے کئی سوالات کی بوچھاڑ کھڑی کردی ہے، ترکی اور شام میں زلزلہ کے بعد سے سوشل میڈیا اور میڈیا اداروں نے اس زلزلے کی مختلف وجوہات بیان کیں، ہم یہ بھی دیکھتے آئے ہیں کہ قدرتی آفات یا کسی بھی بحران کے دوران سوشل میڈیا اکثر غلط معلومات اور افواہوں کے لیے ایک افزائش گاہ بن جاتا ہے لیکن ہاں! چند سوالات یا وجوہات ایسے بھی ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، ان سوالات کے حقائق کیا ہے؟

---

* کالم نگار، ممبئی، ہندوستان masoodkhan4040@gmail.com

اس کا تحقیق طلب جواب اور اس پر غور وفکر ضروری ہے، عالمی سطح کے ماہرین کے نزدیک یہ ایک منصوبہ بند زلزلہ ہے؟ ان زلزلوں نے سوال کھڑے کردیئے ہیں کہ یہ قدرت کی کارستانی ہے یا ترکی کو نشانہ بنانے کے لیے کسی جدید تکنیک کا استعمال کیا گیا ہے؟ اس زلزلے کے پیچھے کا مقصد ترکی کو کمزور کرنا ہے تاکہ وہ عالمی طاقت نہ بن سکے؟ ابتدائی طور پر لوگوں سے سمندر کی سطح میں اضافے کے خطرے کے تناظر میں احتیاط کے طور پر ساحلی پٹی سے دور رہنے کی تاکید بھی کی گئی تھی، اس کی کیا وجوہات تھیں اس پر بھی غور وخوض کیا جانا چاہیے؟

سائنسی ترقی اور زلزلے کی پیشگوئی

سائنسی ترقی زلزلوں کا پیشگی پتہ چلانے میں ناکام کیوں ہوئی؟ آج ترقی یافتہ دنیا نے بہت مختلف قسم کے آلات تیار کردیے ہیں اس کے باوجود زلزلہ کب آئے گا یہ بتانے سے اب بھی قاصر ہے، تاریخی ریکارڈ اور ارضیاتی ریسرچ کی روشنی میں ہم زیر زمین فالٹ لائنز کا تجزیہ کرکے ان علاقوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں زلزلے کے امکانات ہو سکتے ہیں مگر زلزلہ کب آئے گا اس کو بتانا بہت مشکل کام ہے، زلزلے ایسی قدرتی آفت ہیں جن کی پیشگوئی نہیں کی جاسکتی، زلزلے کے جھٹکے کیسے رونما ہوتے ہیں؟ اس کی وجوہات کے ضمن میں ارضیاتی امور کے ماہر رؤف نظامی نے کہا کہ زیر زمین پلیٹوں اور چٹانوں میں ہونے والی تبدیلیوں سے بعض پلیٹوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اور کسی کمزور پلیٹ پر زیادہ دباؤ پڑنے سے انرجی پیدا ہوتی ہے جو زلزلے کا باعث بنتی ہے، اگر زلزلے کا باعث بننے والی لہر کا مرکز زمین کے قریب ہو یا اس کا رخ افقی جانب ہوتو پھر اس سے بہت نقصان ہوتا ہے، ہم صرف احتیاطی تدابیر ہی اپنا سکتے ہیں۔ اس ماہر ارضیات کے مطابق ہونا یہ چاہیے کہ فالٹ لائنز والے علاقوں میں ہونے والی تعمیرات میں بلڈنگ کوڈز کا خیال رکھا جائے اور ان علاقوں میں اربنائزیشن میں زیادہ اضافہ نہ ہونے دیا جائے، اکثر جو زلزلے آتے ہیں اس کی وجہ زیر زمین چٹانوں کا کھسکنا ہوتا ہے، جس سے زمین کی اوپری سطح پر موجود عمارتیں اور مکانات لرز اٹھتے ہیں، اگر ہم زلزلے کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ماہرین کے مطابق زلزلے کی دو اقسام ہیں اور جہاں تک زلزلے کی لہروں کا تعلق ہے، اسکی اچانک حرکت سے سائسمک لہریں پیدا ہوتی ہیں جب یہ لہریں زمینی چٹانوں سے گزرتی ہیں تو ان پر دباؤ بڑھاتی ہیں، جس سے سٹرین پیدا ہوتا ہے جب یہ لہر گزر جاتی ہے یعنی دباؤ ختم ہوجاتا ہے تو پھر سٹرین بھی غائب ہوجاتا ہے اور چٹانی سلسلہ اپنے حجم اور شکل میں واپس آجاتا ہے۔

زلزلے آنے کی وجوہات پر غور وخوض کرنا چاہئے اور اس کے بعد ہی اس سوال پر نظر ثانی کرنی چاہیے کہ ''کیا واقعی ترکی میں ٹیکنالوجی کے ذریعہ زمین کی اندرونی پلیٹس میں رد و بدل کیا گیا؟'' نیدرلینڈ کے محقق فرینک ہوگربیٹس کی ایک ٹوئیٹ سوشل میڈیا پر گردش میں رہی، ۳ فروری کی ٹوئیٹ میں کہا گیا کہ 7.5 شدت کا زلزلہ جنوبی و وسطی ترکی، اردن، شام، اور لبنان میں تباہی لائے گا، ایک شخص زلزلوں کے متعلق پیشگوئی کرسکتا مگر زلزلوں کا یہ ڈپارٹمنٹ کیسے خاموش رہا؟ نیدرلینڈ کے اس شخص نے کئی سوالات کھڑے کردیے ہیں۔

اردگان کے اقتدار کا خاتمہ

کیا ترکی میں آنے والا زلزلہ اردوغان کے ۲۰ سالہ اقتدار کے خاتمے کا سبب بن سکتا ہے؟ کیونکہ کہا یہ جارہا ہے کہ کئی برسوں سے ترکوں کو خبردار کیا جاتا رہا ہے کہ انہیں بڑے زلزلے کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے اس کے باوجود صدر اردگان نے ملک کو زلزلوں کے لئے تیار کیوں نہیں کیا، تاہم کچھ لوگ اس وارننگ کو صرف مشرقی اناطولین فالٹ سے منسوب کرتے رہے ہیں کیوں کہ زیادہ تر بڑے جھٹکے اسی فالٹ لائن پر محسوس کیے جاتے ہیں، ترکی میں سیاسی اختلاف بڑھتا جارہا ہے لیکن اس سے اردوغان کو کتنا نقصان ہوگا؟ یہ کہنا قبل از وقت ہوگا، ایک بڑے زلزلے کے نتیجے میں ہزاروں اموات، پورے شہر تباہ اور لاکھوں افراد کو فوری مدد کی ضرورت پڑی تو، ترکی پہلے ہی افراط زر سے نبرد آزما تھا، یہ زلزلہ سلطنت عثمانیہ کے بعد کی تاریخ کی بدترین تباہی ہے، تاہم اردگان کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ ترکی کے پاس فنڈز بہت کم ہیں، حالیہ زلزلہ آئندہ صدارتی انتخابات پر ضرور اثر انداز ہوگا، اردوغان حکومت کو زلزلے سے ہونے والا ایک محتاط اندازے کے مطابق 84.1 ارب ڈالر نقصان کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، عالمی پس منظر میں نظریں دوڑائیں تو غیرملکی سرمایہ کاروں نے اردوغان کے غیر روایتی معاشی نظریات کی وجہ سے ترکی سے دوری اختیار کر لی ہے، ان نظریات میں شرح سود میں کمی کرکے افراط زر سے لڑنے کی کوشش بھی شامل ہے، جب زلزلہ آیا تو ترکی کی سالانہ افراط زر کی شرح دو دہائیوں کی بلندترین سطح ۸۵ فیصد سے کم ہوکر گذشتہ برس ۵۸ فیصد ہوگئی تھی۔

ماہر معاشیات کی نظر میں غیر یقینی صورتحال اور مختلف عوامل، جیسا کہ عالمی معاشی حالات اور داخلی سیاسی توقعات کے باوجود ترک معیشت کے جمود کا شکار ہونے یا اپنی قدرتی شرح سے کم بڑھنے کا امکان ہے۔

معاہدہ لوزان: Treaty of Lausanne

لوزان معاہدے کو زلزلے سے کیوں جوڑ کر دیکھا جارہا ہے؟ پوری دنیا اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اس سال ۲۰۲۳ء میں ترکی لوزان معاہدہ ختم ہونے کے بعد مزید طاقتور ملک ہونے جارہا ہے، ترکی ۲۰۲۳ء کے بعد ایک نئے دور میں داخل ہوگا کیونکہ ترقی پر لگی سوسالہ پابندیاں ختم ہوجائیں گی، معاہدہ لوزان ۲۴ (Treaty of Lausanne) جولائی ۱۹۲۳ء کو سوئٹزرلینڈ کے شہر لوزان میں جنگ عظیم اول کے اتحادیوں اور ترکی کے درمیان طے پایا، معاہدے کے تحت یونان، بلغاریہ اور ترکی کی سرحدیں متعین کی گئیں اور قبرص، عراق اور شام پر ترکی کا دعویٰ ختم کرکے آخر الذکر دونوں ممالک کی سرحدوں کا تعین کیا گیا، اس نے جدید دور کے ترکی کی سرحد کی حد بندی کی۔ معاہدہ لوزان کے تحت ترکی نے سلطنت عثمانیہ کے باقی ماندہ تمام دعوے ترک کردیے اور بدلے میں اتحادیوں نے اپنی نئی سرحدوں کے اندر ترکی کی خودمختاری کو تسلیم کرلیا، خلافت عثمانیہ کا نظام ختم کردیا گیا، آخری خلیفہ کو اپنے خاندان کے ساتھ جلاوطن کردیا گیا، ان کے اثاثے ضبط کرلیے گئے، مذہب اسلام پر پابندی لگادی گئی اور ترکی کو سیکولر ریاست بنادیا گیا، اس معاہدے کے مطابق ترکی کو اپنا تیل کھودنے اور تلاش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور طے پایا کہ اسے اپنی ضروریات کے لیے دوسرے ممالک سے تیل درآمد کرنا ہوگا۔ یورپ اور ایشیا میں قدرتی سرحد کے طور پر موجود آبنائے باسفورس کو بین الاقوامی گزرگاہ قرار دیدیا گیا جس کے بعد ترکی بحری جہازوں پر ٹیکس لگانے سے محروم کردیا گیا، سلطنت عثمانیہ اور مغربی اتحادی طاقتوں کے مابین طے ہونے والا معاہدہ، ''معاہدہ سیورے'' (Treaty of Sevres) کہلاتا ہے، جبکہ ''معاہدہ لوازن'' اتاترک کے جمہوریہ ترکی اور مغربی طاقتوں کے مابین ہوا یعنی معاہدہ لوازن کا سرے سے سلطنت عثمانیہ سے کوئی لینا دینا ہی نہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہوگیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ یا مسائل کا ٹوکرا ہم دوسرے کے سر دینے کے عادی ہوتے جارہے ہیں، کبھی کچھ الزام اپنے سر بھی لینا ہوگا، غلطی کا اعتراف کرنا اور اس غلطی کی اصلاح کرنا بڑے ہونے کی علامت ہے۔

ہارپ ٹیکنالوجی

ہائی فریکونسی ایکٹیو آرورل ریسرچ پروگرام (ہارپ) ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھی کچھ باتیں گردش کررہی ہیں، ترکی کے موجودہ زلزلے کو ہارپ ٹیکنالوجی کا شاخسانہ قرار دیا جارہا ہے، زلزلے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی بتائی جارہی ہے کہ ترکی اور شام میں زلزلہ آنے میں انسانی عمل دخل شامل تھا اور امریکہ نے ''ہارپ'' نامی آلے سے مہلک زلزلہ پیدا کیا، کیا واقعی امریکہ نے ہارپ ٹیکنالوجی کے ذریعے ترکی میں زلزلہ پیدا کیا؟

ہارپ ایک امریکی تحقیقی منصوبہ و مرکز ہے جس کو امریکی ایئر فورس، امریکی نیوی، یونیورسٹی آف الاسکا فیئر بینکس اور ڈیفنس ایڈوانسڈ ریسرچ پراجیکٹس کے اشتراک سے ۱۹۹۰ء کی دہائی کے اوائل میں الاسکا میں قائم کیا گیا تھا جس کا مقصد ریڈیو کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کا تجزیہ اور نگرانی کرنا ہے۔

ماہرین کے مطابق اس ٹیکنالوجی کے ذریعے زمین کو اپنی مرضی سے ہلایا جاسکتا ہے، جس کا تجربہ دجالی قوتوں کی تجربہ گاہوں میں کیا جاچکا ہے اور اس کا عملی نمونہ ترکی اور شام میں بھی دیکھنے میں آیا ہے، ہارپ ٹیکنالوجی کے معاملے میں کتنی حقیقت ہے کتنا فسانہ ہے؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا مگر ہم کیوں باطل کی تشہیر و ترسیل کا ذریعہ بن رہے ہیں، انسانی عقل اس بات کو کیسے تسلیم کرسکتی ہے کہ دنیا میں آئے ہوئے زلزلے چاہے وہ ہائیتی یا دیگر زلزلے ہی کیوں نہ ہوانسانی ساختہ تھے جسے ثابت بھی کیا جاچکا ہے، اس نظریہ کو پہلے بھی ایک تخیلی سائنس فکشن قرار دے کر مسترد بھی کیا جاچکا ہے، قدرتی آفات و بلیات، سیلاب و سونامی، موسموں کے رد و بدل اور اس طرح کی تمام چیزیں خدائی معاملات ہیں، جس طرح جاپان پر ایٹم بم حملے سے پہلے یہ پھیلایا گیا کہ امریکہ کے پاس ایسے کئی بم تیار کئے گئے ہیں، جبکہ حقیقت میں امریکہ کے پاس استعمال شدہ بموں کے علاوہ کوئی ایٹم بم نہیں تھا۔ حوصلوں کو پست کرنے کے لئے یہ طریقہ کار استعمال کیا جاتا ہے اور آج بھی اسی قسم کے طریقہ کار کو کام میں لایا جارہا ہے۔

سازشی تھیوریز (Conspiracy Theories)

دنیا میں آبادی کم کرنے کے لئے سازشی تھیوریاں کافی عرصے سے زیر گردش ہیں۔ کورونا کی وبا کو بھی ایک سازش سے جوڑا جاتا ہے، پاکستان میں آنے والا سیلاب بھی عالمی قوتوں کی کارستانی تھا اور اب چندروز بعد پاکستان و ہندوستان میں زلزلے کی تیاریاں بھی عالمی سازش کا حصہ لگتی ہیں، عالمی قوتیں جب چاہتی ہیں بھارت کو بھی تختہ مشق بنالیتی ہیں، اب یہ کہا جارہا ہے کہ ترکی میں زلزلے امریکہ نے جدید خفیہ ٹیکنالوجی کے ذریعے پیدا کئے ہیں، ٹویٹر پر ایک بحث چھیڑی گئی کہ امریکی بحری جہاز لنگر انداز ہوا، امریکی سفارت خانہ بند ہوا، آسمان سے روشنی پیدا ہوئی اور زلزلہ آگیا جب کہ امریکہ نے اس ٹیکنالوجی کے استعمال سے انکار کردیا ہے۔ ۴/اگست ۲۰۲۰ء کو بیروت میں بم دھماکے ہوئے تو ان کے درمیان ۱۱ سکنڈ کا وقفہ تھا، ۶ دھماکے سطح زمین کے نیچے محسوس کئے گئے، لبنان کے وزیر داخلہ نوہد اموک نے الزام عائد کیا کہ بیروت لبنان کا دارالحکومت ہونے کی وجہ سے یہ دھماکے کئے گئے تھے ان کا یہ الزام اسرائیل کے ایشیا ٹائمز کی ۱۳/اگست ۲۰۲۰ء کی اشاعت میں شامل کیا گیا، ایسی کئی زبانیں ہیں جو انسانی عقل ونظر کو اضطرابی کیفیت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔

ان سوالات کے جوابات وحقائق اللہ رب العزت ضرور منظر عام پر لائے گا لیکن ہمیں ایک مسلمان وانسان ہونے ناطے فی الحال ان ملبوں میں دفن ہوئے لوگوں اور زندہ رہے گئے انسانوں کے لئے حتی الامکان کوشش کرنی ہوگی، ان کے لئے دعائیں کرنی ہوگی۔ دنیا میں ہر جگہ قدرتی آفات میں ترکی نے ہمیشہ بلاتفریق بڑھ چڑھ کر مدد کی ہے، ترکی اور شام آج جس کربناک صورتحال سے گذر رہے ہیں اور عالمِ اسلام سمیت پوری دنیا کی مدداور انسانی ہمدردی کے منتظر ہیں، وہاں سڑکوں میں بہت سی دراڑیں اور گہرے نشانات نمودار ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے ہنگامی خدمات کو جہاں ضرورت ہو وہاں پہنچنا مشکل ہوگیا ہے، اللہ ان کی مشکلات کو آسان بنائے، شدید اور تباہ کن زلزلے پر اظہار تاسف کرتے ہوئے اتنا ضرور کہنا چاہوں گا کہ قدرتی آفات وبلیات ہمارے لئے نشان عبرت ہوتے ہیں، ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہوکر ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے، اپنے احتساب اور اصلاح کے دروازوں کو کھولنا ہوگا اک نئی زندگی کا آغاز کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جنہیں زلزلوں سے محفوظ رکھا ہے انہیں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوکر اظہارِ تشکر ادا کرنے کی اشد ضرورت ہے، زندگی کے بقیہ لمحات کی قدر کریں انہیں اللہ کی رضا کی خاطر وقف کر دیں کیونکہ اس فانی دنیا کا کوئی بھروسہ نہیں، زلزلے کے چند سیکنڈز کے جھٹکے اونچی اونچی مضبوط عمارتوں میں رہنے والوں کو زمین بوس کر دیتے ہیں۔

ترکی کے زلزلے میں ایسے مناظر بھی دیکھنے میں آئے ہیں، جہاں کئی ایسے مقامات تھے جو سیاحت وتفریح کے لئے بڑے بڑے عالیشان مراکز کے طور پر جانے جاتے تھے، جہاں کی دلفریب مناظر پر انسان فدا ہوجایا کرتے تھے، ایک ویڈیو نظروں سے گذری جس میں ایک شخص شاپنگ مال میں ایک خاتون کو رقص وسرور کے ساتھ آئس کریم فروخت کررہا تھا لیکن زلزلے نے اسے پلک جھپکتے ہی اپنے آل واولاد سے محروم کردیا، ملبے کے ڈھیر میں سب کچھ دفن ہوگیا، چند روز قبل تک جن کے پاس مال ومتاع کی ریل پیل تھی، دنیا کی رعنائیوں میں مشغول تھے، پلک جھپکتے ریلیف کیمپوں میں پہنچ کر دوسروں سے فراہم کردہ غذا وخوراک کھانے پر مجبور ہوگئے ہیں، واقعی یہ ہمارے لئے نشان عبرت ہے۔

ان مناظر میں ایسے بھی حوصلہ بخش منظر دیکھے کہ ایک عورت کو جان سے زیادہ عزیز اپنی عفت و پاکدامنی تھی، جس نے ملبے سے باہر آنے کے لیے پہلے حجاب مانگا اس کے بعد ہی وہ باہر آئیں، ایک ماں جو ملبوں کے ڈھیر میں دفن ہوگئی لیکن شکم مادر میں پرورش پانے والے بچے کو اللہ کے اذن سے محفوظ رکھا۔ سلام ایسی عفت مآب ماں اور بہنوں کو سلام! سلام! سلام! بحثیت مسلمان ہمارا عقیدہ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مسبب الاسباب اللہ ہی کی ذات ہے، سارے معاملات اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، زندگی وموت اسی کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے (آمین)

(آخری قسط)

مولانا جمیل احمد بن مولانا برہان احمد*

تذکرہ علامہ غلام نبی کاموی ؒ

شیخ الہند حضرت کشمیری ؒ کے مایہ ناز شاگرد اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری ؒ کے رفیقِ خاص

مولانا غلام نبی کاموی ؒ اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری ؒ کا باہمی تعلق اور رفاقت

مولانا غلام نبی ؒ کی مولانا یوسف بنوری ؒ سے رفاقت کی مدت اور باہمی تعلق کا زمانہ کافی قدیم ہے، چنانچہ سن ۱۹۲۵ء کے عرصہ میں جس وقت آپ دار العلوم دیوبند کے استاذ تھے، اسی عرصہ میں حضرت بنوری یہاں طالب علم تھے، جیسا کہ ماقبل میں گزرا کہ دیوبند میں حضرت شاہ صاحب ؒ کی غیر موجودگی میں صحیح بخاری کی تدریس آپ کے ذمہ تھی اور اس امر کی گواہی حضرت بنوری ؒ نے خود دی، چنانچہ علامہ کاموی ؒ کے پوتے شیخ قاضی عامر کاموی (فاضل جامعہ ازہر مصر، حالا مقیم ترکیا) نے اپنے والد محترم مولانا عبد العلی کاموی ؒ کے حوالہ سے یہ روایت راقم کو سنائی کہ قیام دار العلوم دیوبند کے زمانہ میں ہر دو حضرات مولانا کشمیری ؒ کے ہاں شریک درس بھی رہیں، (یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مولانا غلام نبی کاموی دار العلوم دیوبند کے استاذ اور حضرت بنوری ؒ درجہ موقوف علیہ کے طالب علم تھے) مولانا غلام نبی ؒ چونکہ حضرت کشمیری ؒ کے معاون مدرس تھے، اس لئے آپ حضرت کشمیری ؒ کی موجودگی میں بحیثیت قاری کے شریک ہوتے اور حضرت کے داہنے طرف تپائی پر آپ کی نشست ہوتی اور آپ صحیح بخاری کی قرات فرمایا کرتے تھے، حضرت بنوری ؒ (باوجود یہ کہ درجہ موقوف علیہ کے طالب علم تھے اور ابھی تک انہیں حضرت کشمیری ؒ سے براہ راست و باقاعدہ علوم حدیث میں استفادہ کا موقع نہ ملا تھا، البتہ اپنی فطانت ذہانت اور شدت اشتیاق کی وجہ سے ان کا حضرت کشمیری ؒ سے گہرا ربط اور علمی تعلق استوار ہو چکا تھا) بھی موقع ملنے پر درس حدیث میں آ شریک ہوتے اور حضرت مولانا غلام نبی کاموی ؒ کی نشست کے پاس ہی حضرت بنوری ؒ بھی بیٹھ جایا کرتے تھے، یہی وہ زمانہ تھا کہ حضرت بنوری ؒ حضرت کشمیری ؒ کے مشورہ اور حکم سے حدوث عالم پر حضرت کی شاہکار تصنیف مرقاۃ الطارم فی حدوث العالم کی تخریج میں مصروف تھے۔

قیام کابل کے زمانہ میں جن اساطین علم سے مولانا غلام نبی کاموی ؒ نے تعلیم حاصل کی، انہی

میں سے بطور خاص علامہ عبد القدیر لغمانی سے حضرت بنوریؒ نے بھی تلمذ کیا، جس وقت جلال آباد مولانا غلام نبیؒ کا مسکن تھا، اسی عرصہ میں حضرت بنوریؒ بھی یہاں فروکش رہے، ان تمام قرائن کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ بات غالب گمان کی درجہ میں کہی جاسکتی ہیں کہ مولانا غلام نبی کاموئؒ کا تعارف اور پھر تعلق مولانا بنوریؒ سے دارالعلوم دیوبند کے زمانہ سے بہت پہلے کابل یا جلال آباد میں ہی ہو چکا تھا، البتہ حضرت بنوریؒ کی تحریرات میں ان کے باہمی تعلق سے متعلق جو یاداشتیں ملتی ہیں ، وہ سن ۱۹۲۵ء کے بعد کے زمانہ پر مشتمل ہیں ، اس سے قبل کی باہم رفاقت سے متعلق کوئی تحریر ہنوز نہ مل سکی ہے نیز پشاور سمیت خیبر پختونخواہ کے مشرقی علاقوں میں تقریبا۱۹۲۵ء تا۱۹۳۷ء تک مولانا غلام نبی کاموئؒ نے تدریسی خدمات انجام دیں، اسی زمانہ میں (۱۹۳۰ء تا۱۹۳۴ء) حضرت بنوریؒ نے بھی پشاور کے دو مدرسوں مدرسہ تعلیم القرآن یکہ توت اور مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی میں تدریسی فریضہ انجام دیا نیز اس دوران حضرت بنوریؒ نے جمعیت علمائے سرحد کے صدر کے طور پر بھی دو سال کام کیا لہٰذا دونوں کی باہمی ملاقاتیں، ایک دوسرے کے پاس آمد ورفت کا زیادہ سلسلہ بھی پشاور ہی میں رہا، ذیل میں حضرت مولانا یوسف بنوریؒ اور مولانا غلام نبی کاموئؒ کے باہمی تعلق سے متعلق کچھ واقعات اور منقولات ذکر کی جاتی ہیں :

مولانا کاموی کا دوران درس حضرت مدنیؒ سے علمی مکالمہ کی کہانی حضرت بنوریؒ کی زبانی

مولانا غلام نبی کاموی کے پوتے ڈاکٹر عبد الملک نے واقعہ سنایا کہ دار العلوم سرحد پشاور کے مہتمم اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید شیخ الحدیث مولانا سید ایوب جان بنوریؒ نے فرمایا کہ حضرت بنوریؒ اور مولانا غلام نبی کاموئؒ کا باہمی گہرا تعلق تھا، حضرت کے قیام پشاور کے زمانہ میں دونوں حضرات کبھی یکجا ہوتے تو خوب مجلس ومحفل ہوتی اور گھنٹوں دونوں حضرات علمی مباحث میں مشغول ومشغوف رہتے ، مولانا ایوب جان بنوریؒ نے ایک مرتبہ افغانستان کے عظیم جہادی لیڈر حضرت اقدس مولانا جلال الدین حقانیؒ [۲۱] کو ان دونوں کا یہ واقعہ سنایا کہ مولانا غلام نبی صاحب اور محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ کا آپس میں گہرا تعلق تھا ، دونوں حضرت شاہ صاحب کے خصوصی شاگرد تھے تاہم مولانا غلام نبی صاحب عمر میں مولانا بنوری صاحب سے بڑے تھے اور دونوں یہاں تشریف لایا کرتے تھے ایک مرتبہ علامہ سید محمد یوسف بنوی نے مجھے (مراد مولانا ایوب جان بنوریؒ) قصہ سنایا کہ دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا انورشاہ صاحب کشمیری کے دارالعلوم ڈابھیل چلے جانے اور بعد ازاں ۱۹۳۴ء میں دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد مستقل طور پر شیخ العرب والعجم

مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب شیخ الحدیث مقرر ہوئے، مولانا غلام نبی کو جب اس تبدیلی کا علم ہوا تو انہیں مولانا مدنیؒ کے اس منصب پر فائز ہونے میں تردد تھا، چنانچہ وہ مولانا کشمیریؒ کے بعد کسی کو اس منصب کا اہل نہ سمجھتے تھے، چونکہ ان کو مولانا مدنیؒ کے کمالات کا مشاہدہ نہ ہوا تھا، اس لئے مولانا یوسف بنوریؒ کے سمجھانے بجھانے کے باوجود وہ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت کشمیری کے بعد کوئی بڑا عالم نہ رہا، چنانچہ جس وقت مولانا کاموی دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کررہے تھے، ٹھیک یہی وہ وقت تھا کہ حضرت مدنیؒ اپنے شیخ ومرشد شیخ الہندؒ کے ساتھ اسیر کی حیثیت سے مالٹا میں مقید تھے، جب حضرت مدنیؒ اسارت سے رہائی پاکر ہندوستان پہنچے اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا کامویؒ افغانستان لوٹ آئے، یوں دونوں حضرات کی باہمی مجالست یا علمی نوعیت کا کوئی تعلق نہ رہا، اس لئے وہ ان کے علم وفضل کے اب تک قائل نہ تھے، حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں کہ میری دیرینہ خواہش تھی کہ ایک مرتبہ مولانا غلام نبی ہندوستان آئے تاکہ میں انہیں دیوبند لے کر جاؤ اور ان کی حضرت مدنیؒ سے ملاقات ہو اور یہ خود کمالات وفیوضات کا مشاہدہ کرے(مولانا یوسف بنوریؒ اس وقت ہندوستانی گجرات کے مدرسہ دارالعلوم ڈابھیل میں استاذ الحدیث تھے اور یہ سن ۱۹۳۴ء کے بعد کا زمانہ ہے، قبل ازیں ۱۹۳۳ء میں حضرت کشمیریؒ کی وفات ہوچکی تھی)

حضرت بنوریؒ مزید فرماتے ہیں کہ خدا کی شان کہ محض ایک مہینہ بعد مولانا غلام نبی کامویؒ ڈابھیل تشریف لائے، رات گزارنے کے بعد ہم صبح سویرے ہی دارالعلوم دیوبند کو روانہ ہوئے مولانا حسین احمد مدنی صاحب کے درس بخاری شروع کرنے کے ساتھ ہی ہم آکر شریک درس ہوگئے، مولانا غلام نبی صاحب ہمہ تن گوش درس میں شریک رہے اور میں برابر دل میں اللہ کے حضور یہ دعا کرتا رہا کہ دورانِ درس ایسے علمی نکات اور موشگافیوں کا ظہور ہوں کہ مولانا غلام نبی صاحب پر حضرت مدنی صاحبؒ کی علمیت آشکارا ہو، یہ بات میرے دل میں مچل ہی رہی تھی تاآنکہ مولانا مدنی صاحبؒ نے ایک منطقی اور فلسفی دلائل کا سہارا لے کر ایک غامض کلامی مسئلہ پر گفتگو کا آغاز کیا، یہی وہ لمحہ تھا جب مولانا غلام نبی صاحب نے اس مسئلہ سے متعلق اپنے چند اشکالات اور خدشات کا اظہار حضرت مدنیؒ سے سوالات کی شکل میں کیا، حضرت مدنی باوجود عمر کی زیادتی کے ٹھنڈے سینے سے ان کے تشفی بخش مضبوط اور علمی جوابات دیتے رہے، مولانا غلام نبی کے سوالات کے نتیجے میں حضرت مدنیؒ کی تحقیقی گفتگو قدرے طویل ہوگئی کہ اس دن بخاری شریف کا درس ڈیڑھ گھنٹے سے تین گھنٹے پر محیط ہوگیا، اس دوران وہ لمحہ بھی آیا کہ ان کے ایک فلسفی سوال پر مولانا مدنی صاحبؒ نے مدلل جواب دیا

اور ساتھ ہی علم فلسفہ کی مشکل کتاب صدرا کی دوصفحہ کی عبارت زبانی سنادی، گفتگو کا یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ مولانا غلام نبی قانع ہوگئے، درس کے اختتام پر جب مولانا مدنیؒ چلے گئے تو میں ان سے پوچھا کہ اب آپ کی مولانا صاحب کی علمیت کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مجھے کہنے لگے یوسف جان مولوی صاحب! اب مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بارے میں یہ رائے ہے کہ اگر کہی اس زمانے میں نبوت جاری ہوتی تو مولانا حسین احمد مدنیؒ نبوت کے منصب پر فائز ہوتے (۲۲) مذکورہ واقعہ سے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی علمیت، ذوق تحقیق اور اعلی ظرفی کے علاوہ چند مزید باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں:

(۱) مولانا غلام نبی کاموی ؒ کا مولانا بنوریؒ کا باہمی ربط اور تعلق دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد، پشاور اور بعدازاں حضرت بنوریؒ کے ڈابھیل ہند کی طرف علم کی خاطر ہجرت کرنے کے بعد بھی رہا۔

(۲) مذکورہ واقعہ ہر دو حضرات کے باہمی علمی تعلق اور بے تکلف ربط کا بین ثبوت ہے۔

(۳) یا تو حضرت بنوریؒ کے دعا کا اثر تھا، یا حضرت مدنیؒ کی کرامت تھی کہ مولانا غلام نبی کامویؒ ؒ کے تشویش اور خدشہ کے ازالے کیلئے اچھا موقع میسر ہوا کہ شاگردوں کی موجودگی میں اچھی خاصی طویل علمی مجلس قائم ہوگئی۔

(۴) نیز وہ منظر بڑا دل کش تھا کہ جب مولانا غلام نبی کامویؒ جیسے جبل علم علمی موشگافیوں کی تحلیل کے سلسلے میں حضرت مدنی سے سوال پر سوال کررہے، اور حضرت مدنی اس کے مدلل اور تحقیقی جوابات دے رہے اور حضرت بنوریؒ بھی شریک محفل تھے۔

مولانا کامویؒ کا اپنے استاذ حضرت مولانا انورشاہ کشمیریؒ سے متعلق تبصرہ

حضرت بنوریؒ کے تلمیذ رشید شہید اسلام مولانا محمد امین اورکزئی نے فرمایا کہ حضرت مولانا غلام نبی کامویؒ کا مقولہ حضرت الشیخ (مراد حضرت بنوریؒ) نے نقل فرمایا کہ جتنے بڑے علماء ہم نے دیکھے ہیں، اگر چاہیں تو ہم ان جیسے عالم بن سکتے ہیں الا انورشاہؒ (۲۳)

مولانا غلام نبیؒ کی پشاور میں ملاقات کیلئے آمد اور حضرت بنوری کی خوشی

۱۹۲۹ء کو دارالعلوم ڈابھیل سے فراغت کے بعد حضرت بنوریؒ نے اپنے شیخ حضرت مولانا انورشاہ کشمیری کے آبائی گاؤں کشمیر میں تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گزارا، اس دوران آپ نے حضرت کشمیریؒ کی خوب خدمت کی، نیز ان سے علم وفلسفہ سے متعلق کثیر مباحث میں انفرادی طور پر استفادہ

کیا، ۱۹۳۰ عیسوی میں پشاور لوٹ آئے اور ۱۹۳۴ء تک برابر چار سال آپ پشاور میں علمی اور ملی خدمات میں مصروف رہے، اس عرصہ میں آپ کا معاصر علما اور بزرگوں سے خط وکتابت کے ذریعے رابطہ رہا، حضرت مولانا عبدالحق نافع صاحب جو آپ کے معاصر، دوست اور قدیم رفیق تھے اور اس زمانہ میں وہ دار العلوم دیوبند میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے، ان سے مکاتبت کرتے ہوئے ایک خط میں حضرت بنوری نے مولانا غلام نبی کاموی کی آمد کا ذکر کیا ہے، خط کی عبارت سے جہاں علامہ کاموی اور علامہ بنوری باہمی محبت اور الفت کا اندازہ ہوتا ہے، وہی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالحق نافعؒ کا بھی مولانا غلام نبی کاموی ارتباط تھا، خط کافی طویل اور عربی زبان میں تحریر کیا گیا ہے، مختصرا اس سے یہ عبارت پیش خدمت ہے:

اجتمع الينا الأضياف من نواح شتى، فذهب وقت طويل فى العِشاء ...وبيننا فى ذلك أن تفضل مولانا غلام نبى، و مكث فى حجرة المسجد لِمكان الضيوف وأطلعنى بوروده خفيا بارسله إلى نجيا، فأختلت عنهم قرصة الاغتياب واحتفزت عن الصحابه وانطلقت اليه للقاء والترحاب حتى تفكهنا نحو ساعتين بالمكالمة والآن صدر عنا فأتيت وطائى (۲۴)

''مختلف علاقوں سے کچھ مہمان آئیں تھیں، رات گئے تک مجلس چلتی رہی، عشا کے کافی دیر بعد ہم ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ محترم مولانا غلام نبی صاحب کی آمد ہوئی، وہ مسجد کے حجرے میں فروکش ہوئے، خاموشی سے مجھے اپنی آمد سے مطلع کیا، چنانچہ کسی طریقہ سے مہمانوں سے جان چھڑا کر جلدی سے ان کے پاس استقبال اور خوش آمدید کیلئے اٹھ چلا آیا، تقریباً دو گھنٹے تک دونوں دل لگی کے باتوں میں مصروف رہیں، ابھی دو گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی اور میں اٹھ کر اپنے بستر کی طرف آیا۔''

آپ کی تصنیفات اور تالیفات

تالیف اور تصنیف سے آپ کو خصوصی شغف رہا، تفسیر، فقہ، علم الکلام، منطق اور فلسفہ میں آپ نے کئی یادگاریں چھوڑی، آپ نے عربی فارسی اور دری زبان میں تقریباً دس کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں تالیف کی جن میں تفسیر کابلی، (تفسیر شیخ الہند المعروف بہ تفسیر عثمانی کا فارسی، دری، ترجمہ، تین جلدوں میں) اس تفسیر کو افغان علما کی ایک جماعت نے مرتب کیا لیکن ان سب کے سرخیل، راہنمائی کرنے والے اور پھر بنیادی اور مرکزی کردار آپ ہی تھے، یہ سن ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کا واقعہ ہے۔

☆ سلم العلوم کی شرح ملا مبارک پر حاشیہ۔
☆ اثبات حشر ونشر کے موضوع ایک بھرپور علمی اور منطقی رسالہ۔
☆ تقریباً کے قریب وعظ ونصیحت اور علم وتحقیق پر مجموعہ مقالات

ان مقالات کو ڈاکٹر عبدالملک صاحب نے خوبصورت دیدہ زیب طباعت کے ساتھ کابل سے شائع کردیا ہے اور کئی سو صفحات پر مشتمل یہ مقالات فارسی زبان میں ہیں۔

☆ اثبات النبوہ والرسالۃ کے عنوان کے تحت کلامی مباحث پر مشتمل کتاب

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا صاحب کو اس کتاب کے بدلے اس وقت کے افغان وزیر فیض محمد خان کی طرف سے معارف کی وزات میں بڑے علمی منصب پر فائز کیا گیا اور اس کتاب کی بہت جلد طبع ہونے کا وعدہ بھی کیا لیکن کہا جاتا ہے کہ درسی کتب کے چھاپنے کی وجہ سے اس کتاب کی طباعت میں تاخیر ہوگئی لیکن اس کے بعد مولانا صاحب نے کئی بار بار وزات تعلیم میں درخواست دی کہ یہ مادی عرض دوبارہ لے لیا جائے اور کتاب واپس کی جائے، تاکہ میں ذاتی خرچ پر اس کو طبع کراؤں لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ قیمتی سرمایہ نہ مولانا کو دوبارہ واپس کیا گیا اور نہ اب تک اس کی طباعت ہوسکی[۲۵] امید کی جاتی ہیں کہ اب تک یہ کتاب معارف کے وزارت میں محفوظ ہوگی، ضرورت اس امر کی ہے، اس کتاب کو تلاش کرکے اس کی طباعت کی ترتیب بنائی جائی۔

مقالات کاموی کے علاوہ یہاں کراچی میں مولانا کی مطبوعہ دیگر کتب ہمیں میسر نہ ہوسکی، مذکورہ تعارف اور تبصرے خاندانی روایات اور محفوظ تاریخی دستاویزات کی روشنی میں کئے گئیں۔

تفسیر کابلی لکھنے کا باعث اور مولانا کا منہج واسلوب

۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء کے سال جب افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ کی طرف سے حکومت کے صدر اعظم مرحوم محمد ہاشم خان کو یہ حکم دیا گیا کہ شیخ الہند علامہ محمود حسن دیوبندی اور مولانا شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کے ترجمہ قرآن اور تفسیر کو اردو زبان سے پشتو، دری اور فارسی ملی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، بادشاہ کے حکم پر اس عظیم اور تاریخی خدمت کو سرانجام دینے کے لئے بڑے بڑے نامور علما کی کمیٹی بنی، اس کمیٹی کے سرخیل مولانا غلام نبی کاموی تھے، تفسیر کابلی کے لکھنے میں آپ نے محض ترجمہ کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ بعض مقامات پر ترجمہ اور تفسیر کی دقت اور مشکلات کے پیش نظر آپ نے مصادر اور مراجع کی طرف مراجعت کی، چنانچہ فرماتے ہیں: میں نے اس تفسیر کے ترجمہ میں صرف

اس پر اکتفا نہیں کیا کہ یہ بڑے نامور اساتذہ کی لکھی ہوئی ہے اور یہ اسناد کافی ہے بلکہ اس تفسیر کے ماخذوں کی چھان بین کے ساتھ ساتھ پرانے اور نئے معتمد تفاسیر میں تلاش کرنے اور اس کے ساتھ تطبیق کرنے اور تصدیق کے بعد میں نے اپنی فکر کا اظہار کیا(۲۶)

مولانا کاموئیؒ کے اولاد و احفاد

آپ کی کل چھ اولادیں ہوئی، جن میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے شامل ہیں، ایک بیٹے کی وفات آپ کی حیات ہی میں ہوگئی تھی، آپ کے دوسرے بیٹے مولوی شیخ عبد العلی کاموی کی تربیت اور تعلیم میں آپ نے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دی، انہوں نے آپ کے زیر اشراف دار العلوم عربی کابل میں مکمل تعلیم حاصل کی، بعد از فراغت تین سال اسی دار العلوم عربی کابل میں انہوں نے تدریسی خدمات بھی انجام دیئے، آپ مولانا قاضی شیخ عبد العلی کاموی کے نام سے مشہور ہوئے اور کافی عرصہ تک کابل اور ننگرہار کے قاضی القضاۃ بعد ازاں افغانستان کے سپریم کورٹ میں فاضل سینیئر جج کے طور پر آپ نے کام کیا۔

قاضی عبد العلی کے سات بیٹے ہوئے، سب صاحب علم وکمال ہوئیں اور اپنے والد اور دادا محترم کے اچھے جانشین ثابت ہوئیں، اکثر دنیا کے مختلف ممالک میں علمی اور عملی خدمات انجام دے رہے ہیں، جو بالترتیب اس طرح ہیں:

☆ الحاج شیخ مولوی عبد الحی کاموی: جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے فاضل ہے، آج کل کامہ میں اپنے جد محترم کے قائم کردہ مدرسہ کے مہتم ہے اور ننگرہار میں فلاحی اور رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتے ہے۔

☆ انجینئر محمد علی کاموی، انہوں نے انجینئری کے شعبہ میں ماسٹر کیا اور پانچ سال قبل فوت ہوگئے۔

☆ قاضی محمد عامر کاموی: فقہ، قانون اور قضا کی تعلیم انہوں نے جامعہ ازہر مصر سے حاصل کی، اور اب افغانستان میں قضا کے شعبہ میں کام کررہے ہیں۔

☆ ڈاکٹر عبد الملک کاموی: انہوں نے جامعہ ازہر مصر سے فقہ المقالیس کے عنوان پر جامعہ ازہر مصر سے دکتوارہ کی ڈگری لی اور اب علمی وتصنیفی کام انجام دے رہے ہیں۔

☆ ولید کاموی: کینیڈا نامی ملک میں میں ذاتی تجارت کے سلسلے میں مقیم ہے۔

☆ ڈاکٹر حافظ خالد کاموی: یہ حافظ قرآن ہے اور طب میں دکتوراہ کیا، اب برطانیہ میں ایک بڑے ڈاکٹر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

☆ الحاج موسیٰ کاموی: انہوں نے پشاور سے معاشیات کے شعبہ میں ماسٹر کیا اور اب امارت اسلامیہ افغانستان کے وزارت مالیات میں شعبہ تکافل کے مسئول ہے۔

وفات

علم وعرفان کا یہ سورج برابر ۸۷ سال تک علمی اور ملی خدمات میں مصروف رہ کر ایک بڑے مملکت کو اپنی تابناکیوں سے روشن اور فیض یاب کرتا رہا، ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء بروز جمعہ دو بجے دن مختصر بیماری کے بعد کابل کے وزیر اکبر خان ہسپتال میں آپ کا انتقال ہوا، انتقال کی خبر جلد ہی افغانستان بھر میں پھیل گئی، چنانچہ پل خشتی کی جامع مسجد میں آپ کی نماز جناز جمعیت علمائے افغان کے صدر اور سلسہ عالیہ قادریہ کے مشہور پیشوا مولانا الحاج الحافظ کی امامت میں پڑھی گئی، اس کے بعد آپ کا جسد خاکی گاؤں سنگر سرائی ضلع کامہ ننگر ہار منتقل کیا گیا اور وہی آپ کے قائم کردہ مدرسہ اور قدیمی مسجد کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (۲۷)

حواشی

(۲۱) آپ کی پیدائش افغانستان کے صوبہ پکتیا کے ایک گاؤں کاریز میں ۱۹۳۹ء کو ہوئی، ۱۹۶۴ء میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شہادت فراغ حاصل کیا، داؤد خان کے دور میں آپ جلاوطن ہوکر پاکستان کے قبائلی علاقہ میران شاہ میں آباد ہوئے، روس اور امریکہ کے خلاف جہاد میں بھر پور حصہ لیا، آپ کا خاندان علم اور جہاد کا خاندان شمار ہوتا ہے، انہوں نے جہاد افغان میں سب سے زیادہ قربانیاں دیں، امارت اسلامی افغانستان کے موجودہ وزیر داخلہ عالی قدر خلیفہ سراج الدین حقانی آپ کے فرزند ارجمند ہے، آپ کی وفات ۳ستمبر ۲۰۱۸ء کو ہوئی۔

(۲۲) مذکورہ قصہ کے راوی مولانا غلام نبی کامویؒ کے بڑے پوتے جامعہ ازہر کے فاضل، ڈاکٹر عبد الملک کاموی حفظہ اللہ ہے راقم السطور نے یہ واقعہ ان کی زبانی سنا۔

(۲۳) ''مقالات امین''، از فادات مولانا محمد امین اورکزئی شہید، مرتبہ: مولانا محمد طفیل کوہاٹی، ص:۳۷۶، خوان بنوری سے خوشہ چینی، ط: دار التحقیق جامعہ یوسفیہ ہنگو ۱۴۴۰ھ۔

(۲۴) مکاتیب حضرت بنوریؒ بنام مولانا عبد الحق نافع۔

(۲۵) ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموی'' ص:۴۵، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال۔

(۲۶) ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموی'' ص:۴۶، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال۔

(۲۷) ''شخصیت ومیراث علامہ مولوی غلام نبی کاموی'' ص:۴۹، مضمون نگار: مولوی محمد ہاشم کاموال۔

مولانا عطاء اللہ شاہ
مدرس مدرسہ تحسین القرآن نوشہرہ

وقت زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ

وقت زندگی کا وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکساں عطا ہوا ہے، سب سے عقلمند وہ شخص ہے جو اس سرمایہ کو معقول طور سے اور مناسب موقع پر کام لاکر زندگی کو قیمتی بنائے اور سب سے بیوقوف وہ شخص ہے جو وقت کو ضائع کر کے اپنی زندگی کو تباہ و برباد کرے، تاریخ گواہ ہے کہ جو قومیں وقت کی قدر کرنا جانتی ہیں وہ صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کر سکتی ہیں، وہ فضاؤں پر قبضہ کر سکتی ہیں، وہ پہاڑوں کے جگر پاش پاش کر سکتی ہیں لیکن جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہیں، وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے، ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، وہ دین اور دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں، ذیل میں وقت کے عنوان کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کئے جاتے ہیں۔

وقت کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

انسان کے پاس سب سے نفیس ترین اور سب سے قیمتی چیز وقت ہے، ہم اپنے عمل اور کوشش سے جو بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کی کامیابی کا راز وقت کے درست استعمال میں پوشیدہ ہے۔ یہ وقت افراد اور جامعہ دونوں کے لئے ایک حقیقی سرمایہ ہے، وقت کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مقدس کتاب قرآن کریم کی ایک سورۂ مبارکہ کا نام ''العصر'' یعنی زمانہ وقت رکھا اور قرآن میں بھی کئی جگہوں پر وقت کی قدر کا ذکر ملتا ہے۔

وقت کی اہمیت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ" (البخاری رقم،٦٤١٢) ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے اور گھاٹے میں ہیں، ایک صحت اور دوسری فراغت'' انسان پر اللہ کی دو عظیم نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت کو وہ نہیں پہنچا تا اور ان میں عظیم خسارے سے دوچار ہو جاتا ہے، وہ نعمتیں تندرستی اور فارغ البالی ہیں، اس لئے کہ انسان اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ صحت مند اور فارغ البال ہو، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان فارغ ہوتا ہے لیکن صحت مند نہیں ہوتا پس وہ کسب معاش میں مشغولیت کی وجہ سے علم حاصل کرنے اور نیک اعمال کے لئے فارغ وقت

نہیں پا تا، لہٰذا جیسے یہ دونوں نعمتیں تندرستی اور فارغ البال ملیں لیکن اس میں نیک اعمال سے کاہلی کرے تو وہ عظیم خسارے میں پڑ جاتا ہے۔

وقت کو دولت اور سونا کہنا بھی وقت کی ناقدری ہے۔ دولت اور وقت دونوں انسان کے لئے نعمتیں ہیں، دولت ظاہری چیز ہے یہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ ملتی ہے لیکن زندگی میں چوبیس گھنٹے کا وقت ہر انسان کو یکساں ملتے ہیں ہر چیز کیلئے وقت کی ضرورت ہے اور ہر کام کسی نہ کسی وقت پر ہوتا ہے، ہر کام اور ہر سرگرمی کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بقول مولانا رومؒ کہ وقت ہمارے پاس اس طرح آتا ہے جیسے کوئی بھیس بدل کر تحفے لے کر آتا ہے، بعض اوقات ہم اس تحفے کو ساتھ لے کر جاتے ہیں اور اس کا احساس ہمیں بعد میں ہوتا ہے، وقت کو نہ خریدا جاسکتا ہے اور نہ ہی فروخت کیا جاسکتا ہے اسے نہ تو کرایہ پر لے سکتے ہیں اور نہ کرایہ پر دے سکتے ہیں اور نہ ہی مقررہ وقت (زندگی) سے زیادہ حاصل کیا جاسکتا ہے، وقت پر انسان کی اپنی متاع ہے یہ فوری ضائع ہونے والی ایسی چیز ہے کہ جس طرح برف ہوتی ہے اگر آپ استعمال نہ کریں اور باہر رہنے دیں تو پگھل جائے گی وقت کا کوئی نعم البدل نہیں ۔(متاع وقت ،ص ۸۹۔۸۱)

وقت کے بارے میں اسلاف کی احتیاط

علمائے سلف اپنے وقت کے بارے میں بڑے محتاط تھے، وقت کے ضائع ہونے کا انہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا، کسی بزرگ سے چند لوگ ملاقات کے لئے گئے، ملاقات کے آخر میں انہوں نے ان بزرگ سے معذرت کے طور پر کہا۔ شاید ہم نے آپ کو اصل کام سے ہٹا کر مشغول کر دیا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے، تم ٹھیک کہتے ہو، میں پڑھنے میں مصروف تھا، آپ لوگوں کی وجہ سے میں نے پڑھنا چھوڑ دیا، چند لوگ حضرت معروف کرخیؒ کے پاس بیٹھے، جب مجلس انہوں نے طویل کی اور کافی دیر تک نہیں اٹھے تو حضرت معروف کرخیؒ ان سے فرمانے لگے ان ملك الشمس لا یفترعن سوقھا فمتیٰ تریدون القیام؟ نظام شمسی چلانے والا فرشتہ تھکا نہیں (اس کی گردش جاری اور وقت گزر رہا ہے) آپ لوگوں کے اٹھنے کا کب ارادہ ہے؟

داؤد طائیؒ روٹی کے بجائے چورہ استعمال کرتے تھے، فرماتے تھے کہ دونوں کے استعمال میں کافی تفاوت ہے، روٹی کھاتے چباتے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جبکہ چورے کے استعمال سے نسبتاً اتنا وقت بچ جاتا ہے کہ اس میں پچاس آیات تلاوت کی جاسکتی ہیں، پیارے آقا حضرت محمدؐ کا ارشاد مبارک ہے من قال سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ غرست لہ نخلۃ فی الجنۃ (الترمذی:٣٤٦٤) ''جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اس کے عوض اس شخص کیلئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جائے گا'' (متاع وقت: ص ۹۱۔۹۰)

وقت ضائع کرنے کے نقصانات

آج کل وقت کے ضیاع کا مرض بھی وبائے عام کی طرح پھیلتا جا رہا ہے زندگی کے قیمتی شب و روز فضولیات میں ضائع ہو رہے ہیں لیکن اس کی کسی کو قطعاً کوئی پرواہ نہیں، ذیل میں وقت کے ضیاع کے کچھ نقصانات ذکر کئے جاتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ وقت ضائع کرنا کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ یہ قتل عمد کے برابر ہے، اگر ہمیں وقت ضائع کرنا ہی ہے تو ہم اسے موت تک کام کر کے کیوں قتل نہیں کرتے؟ (وقت کی قدر کیجئے ص:۱۰۹) اگر ہم غور کریں تو جتنے ننگے، بھوکے اور فاقہ کش ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں یہ سب وہی لوگ ہیں جنہوں نے بچپن میں اپنا وقت رائیگاں کھویا ہے، اس کی ایک بنیادی ٹیڑھی اینٹ نے ان کی تمام زندگی کی عمارت ٹیڑھی کر دی، بیکار کھویا ہوا ایک ننھے سے پودے کی کئی شاخوں کو کاٹ ڈالتا ہے جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہے وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے، ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے وہ دین و دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہے وقت کا ضیاع ان کے ہاتھوں میں کشکول گدائی تھما دیتا ہے (متاع وقت، ص:۳۷)

وقت کا قتل زندگی کا قتل ہے جو لوگ اپنے طویل ترین اوقات، نرد، شطرنج، یا کسی اور ناجائز لہو ولعب میں صرف کرتے ہیں وہ کوئی ایسا مقصد پورا نہیں کر رہے ہیں جس کو عقل پسند کرتی ہو، اسی طرح جو لوگ قہوہ خانوں، مختلف مجموعوں اور راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں وہ وقت کا قتل ہی چاہتے ہیں گویا کہ وقت ان کے دشمنوں میں سے کوئی دشمن ہے (وقت کی قدر کیجئے :ص:۱۰۳) بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے، اور تضیع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے، یہی منٹ، گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتے ہیں اگر انسان حساب کر لے تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر سے دس پانچ سال کم کر دیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہے مگر اس کے زوال پر اس کو کچھ افسوس نہیں ہوتا اور دائمی سوز و گداز میں مبتلا رہتا ہے، آخر کار آج ہماری دنیا میں ضیاع وقت کا نتیجہ یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتابوں کی کساد بازاری ہے ان کا مطالعہ نہیں، جہالت پر خوشی ہے جہل پر کسی کا دل نہیں دکھتا، محض جسمانی راحت مطلوب ہے جو حال کتابوں کی دنیا کا ہے وہی حال مال کے سلسلہ میں بھی ہے۔ (وقت کی قدر کیجئے، ص۱۰۲) وقت کی ضیاع کو دیکھ کر شاعر بھی کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

الوقت انفس ماعنيت بحفظه   وارادة أسهل ما عليك يضيع

ادارہ

افکار وتاثرات

● **حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب** (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور)

برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!اللہ کرے مزاج گرامی بخیر ہوں !

ماشاء اللہ! میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور مولانا عبدالحقؒ کا فیض و برکات اور شبیہ آپ میں دیکھ رہا ہوں ،اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دیرینہ خواہش ''تفسیر لاہوری'' کو عملی میدان میں لے کر آئے ،اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ خدمت لی، یہ بہت بڑی علمی خدمت ہے اور علمی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے والدؒ اور خاندان کا قرض بھی آپ نے ادا کردیا، آپ جیسی اولاد واقعی والدین کے لئے قیمتی سرمایہ ہوتی ہے جو اپنے والد کی خواہش پورے کرے، آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دیرینہ خواہش پوری کی اور ''تفسیر لاہوری'' بلاآخر وجود میں آ گئی اور میری دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میدان میں مزید ترقیات اور پیش قدمی نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کیلئے مزید برکات کے دروازے کھول دے،اللہ تعالیٰ آپ کو اُس میدان میں پہنچائے جہاں آپ کی صلاحیتیں اور توانائیاں امت کی خیر کا ذریعہ بنیں اور امت مسلمہ آپ پر فخر کرے، میرا یہ یقین ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ میں اجتماعیت ،اتحاد واتفاق کا ذریعہ اور علامت بنائے گا اور آپ جو وسعت ظرفی سے کام لیتے ہیں یہ وسعت ظرفی آپ کے خاندان کی خوبی ہے اور یہ خوبی آپ میں نظر آتی ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کی عظمت آپ کے ذریعے مزید بڑھائے، دل سے مبارکباد قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے (آمین)

والسلام: (مولانا مفتی) غلام الرحمٰن

● **حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب** (مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! ماشاءاللہ! ماشاء اللہ! ماشاء اللہ،دارالعلوم کے نئے ترانے کو پیش کرنے پر بہت بہت مبارک ہو،دارالعلوم کے تمام نئے کامیاب منصوبوں میں آپ کی محنت، مجاہدہ ، ذوق وشوق کامل اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا عبدالحق صاحبؒ اور آپ کی والدہ کی دعاؤں کا

ثمرہ ہے کہ آج دارالعلوم حقانیہ میڈیا کے حوالے سے بھی تمام عالم میں متعارف اور حاوی ہورہا ہے اور لوگوں کے دل میں جذبہ اور محبت عشق وجنوں بڑھ رہا ہے اور دیگر نقالی کررہے ہیں، یہ سب آپ کیلئے عزت وافتخار کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ہر کام کے لئے بندوں کا انتخاب کرتا ہے لیکن یہ کام بہت مشکل اور سخت ہے اور ذمہ داری کا ہے اور ذوق وشوق کے غلبہ کا ہے، اللہ آپ کو کامیاب وکامران فرمارہے ہیں، آپ کی محبت اور علم پروری ہے کہ مجھے بھی اس ترانے میں شامل کیا گیا، ہم گناہگار کہاں اور کہاں ہماری نسبتیں؟ اور میری کیا حیثیت؟ ع ہم شاد ہیں کہ ہیں تو کس کی نگاہ میں

یہ آپ کی کمال محبت اور وسعت ظرف ہے بہرحال! تبریک قبول فرمائیں اور اب تک مجھے متعدد جگہوں سے ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت کے حوالے سے پیغامات موصول ہورہے ہیں، لوگ بہت خوش ہیں اور مبارکباد کے پیغامات دارالعلوم کیلئے بھیج رہے ہیں۔

بہرحال! یہ ''تفسیر لاہوری'' ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ، کامل مطبوعہ ہے، مبارکباد قبول فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے، ان شاء اللہ یہ تفسیر پورے عالم میں پھیلے گی اور اپنی عظمت منوائے گی، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام محنتوں کو قبول فرمائے۔ (آمین) والسلام

(مولانا) عبدالقیوم حقانی

مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد

- **ڈاکٹر سید سلمان ندوی فرزند حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ** (ساؤتھ افریقہ)

مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ماشاء اللہ! مبارکباد، مولانا مرحوم کی تفسیری کاوش کو دس جلدوں میں مکمل کرنا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے، مولانا مرحوم کو ضرور جنت میں خوشخبری ملی ہوگی، آپ فرداً فرداً ہم سب کے شکریہ اور احسان کے مستحق ہیں، مبارکباد! اللہ تعالیٰ آپ کی محنت قبول کرے، تفسیر لاہوری کی اشاعت مبارک ہو، یہ بہت قیمتی علمی سرمایہ ہے، نیز دارالعلوم حقانیہ کا ترانہ بھی سنا بہت ہی عمدہ ہے، مدرسہ سے متعلق سارے ہی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے، کاش! آپ کے والد ماجدؒ حیات ہوتے تو یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی خوشی دوبالا ہوجاتی، مبارکباد قبول کیجئے، سب بھائیوں کو سلام والسلام: سید سلمان ندوی (ساؤتھ افریقہ)

- **حضرت مولانا قاسم محمود صاحب** (کراچی)

برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج کا دن بہت عظیم اور خوشی کا دن ہے کہ میں اپنے رب کا کیسے شکر ادا کروں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے آپ نے جو احسان امت پر کیا ہے اور خصوصاً حضرت قائدؒ کے متعلقین اور ہم سب پر، زندگی بھر آپ کے لطف و کرم کے ہم مقروض رہیں گے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ آپ کو ہر قسم کے حاسدین وغیرہ کے شر سے محفوظ رکھے، آپ نے واقعی بہت عظیم کام کیا ہے کہ ہمارے روحانی والد اور قائد محترم شہیدؒ کی دلی خواہش و آرزو جس کا ذکر انہوں نے مجھ سے مسجد نبویؐ میں ایک مرتبہ کیا تھا، پھر ایک مرتبہ میں مولانا شہیدؒ کے گھر حاضر ہوا جہاں جمعیت کا اجلاس تھا میں ان سے ملاقات کے لئے بھی آیا تھا، بعد میں مجھے اپنے ساتھ خصوصی مجلس میں بھی تفسیر کی اشاعت کے حوالے سے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ لمحات آج بھی میرے دل میں بسے ہوئے ہیں، یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ حضرت شہیدؒ اب ہم میں نہیں مگر وہ آپ کی صورت میں آج بھی زندہ ہیں اور آب و تاب کے ساتھ زندہ ہیں، پوری قوت کے ساتھ زندہ ہیں اور پورے ہنس مکھ چہرے کے ساتھ زندہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا زورِ قلم اور زیادہ ہو اور اس ادارے کو اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے، اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتیں اس ادارہ میں لگائے اور آپ کے تمام اعمال صالحہ کو قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں سے بھی دین اور اس ادارہ کے چلانے کا کام لے، اصل حقیقت یہ ہے کہ بہت بہتر انداز سے جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے۔

مولانا! آپ کو ایک مرتبہ پھر بہت بہت ہزراہا مبارک ہو، کاش! کہ میری طبیعت بہتر ہوتی اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو وہ جذبات و احساسات جو آج تفسیر کی تکمیل اور تقریب رونمائی ہوئی، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوتا اور خصوصی مبارکباد دیتا، آخر میں آپ کو بہت بہت مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے (آمین)

● **ڈاکٹر مولانا سعید الحق جدون صاحب** (پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ)

ولی اللہی انداز میں قرآن کریم کو اپنے تدبر کا محور بنانے والوں میں ایک نامور ہستی مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی ہے، سندھی کے تفسیری ذوق اور فکری شعور کو عام کرنے کا کام جن ہستیوں نے سرانجام دیا ان میں نمایاں نام مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ہے۔

برصغیر میں عوامی سطح پر دروس قرآن اور دورہ ہائے تفسیر کی روایت قائم کرنے میں حضرت لاہوریؒ کا بنیادی کردار رہا ہے، آپ کے حلقہ درس سے عوام کیا بڑے بڑے جبال علم ومعرفت نے بھی استفادہ کیا جن میں ایک مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی تھے، رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ میں مولانا سمیع الحقؒ

نے موصوف سے دورہ تفسیر پڑھا اور آپ کے درسی امالی کو حرف بحرف لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اس دورہ تفسیر میں ایک دفعہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تشریف لائے تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ سمیع الحق کو یہاں بھیجا ہے، حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب میں حضرت لاہوریؒ کو ان کے درسی امالی پر مشتمل رجسٹر دکھاتا تو خوش ہوکر مزاحیہ انداز میں فرماتے مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً

امام لاہوریؒ کی فکر کا اثر حضرت مولانا سمیع الحقؒ پر غالب رہا یہی وجہ ہے کہ آپ شاہ صاحبؒ کے اسلوب و نہج پر اجتماعیت کے سیاسی اور عمرانی افکار اور حالات حاضرہ پر ان کا انطباق ایسے عجیب انداز سے فرماتے تھے جس سے ان کی ندرت فکر کا اندازہ لگتا تھا۔ شہادت سے پہلے استاد محترم سے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ اس تفسیر کی تصحیح میں مصروف ہوتے تھے ایک دفعہ تصحیح کے دوران ہنس کر مجھے کہا کہ میں جب بھی مسودات وغیرہ پڑھتا ہوں تو میری نظر اتفاق سے اغلاط پڑ جاتی ہے یہی وجہ تھی کہ موصوف بہت کم وقت میں زیادہ سے زیادہ اوراق کی تصحیح فرماتے تھے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی آخری آرزو یہی تھی کہ تفسیر امام لاہوری پایہ تکمیل تک پہنچ جائے، حقیقت یہی ہے کہ انہی کا قلم اس کا مستحق تھا کہ اپنے استاد شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری نکات وافادات کو جمع کرے لیکن جو کام منظور خدا نہ ہو وہ کیسے ہوسکتا ہے۔

آخری تین پاروں پر مرحوم کے فرزند مولانا راشد الحق سمیع کی زیر نگرانی کام ہوا اور بحمداللہ یہ علمی کارنامہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا، مولانا محمد فہد، مولانا محمد اسلام حقانی اور بابر حنیف کا پسینہ بھی اس گلستان کے تزین میں شامل ہے۔ یہ گنج گراں مایہ، عاشقان قرآن ومشتاقان تفسیر کے لیے ایک حسین علمی سوغات ہے۔

- **مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی صاحب** (ناظم جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ)

استادِ محترم شہید ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی ایک دیرینہ خواہش جو الحمدللہ پایہ تکمیل تک پہنچ گئی، الحمدللہ! راقم اور برادرم اسرار مدنی نے ابتدائی مراحل میں کئی صفحات میں اپنا حصہ شامل کیا تھا، حضرت شیخ شہیدؒ کے مسودات سے کچھ ابتدائی صفحات نقل کرنے کی سعادت احقر کو حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، عظیم کاوش پر موتمر المصنفین کے جملہ اراکین خصوصا مخدوم ومشفق، نگران موتمر، مدیر ''الحق'' برادرم محترم مولانا راشد الحق سمیع صاحب اور ''موتمر'' کے بااعتماد رکن، مرتب تفسیر،

برادرم مفتی فہد مردانوی ،مولانا محمد اسلام حقانی کو بہت بہت مبارک ہو بلکہ تمام فضلائے درس نظامی اور حقانی برادری کو بھی بہت بہت مبارک ہو۔

● **مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی صاحب** (مشرف تخصص فی الدعوہ والارشاد، جامعہ حقانیہ)

''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دو آرزوئیں تھیں ایک جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر مکمل ہو اور دوسری ''تفسیر لاہوری'' کی اشاعت میری زندگی میں ہو جب اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری ہو تو تفسیر قرآن ہاتھ میں ہو لیکن......

ما کل ما یتمنی المرء یدرکه تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اللہ نے دونوں کاموں کی تکمیل کی سعادت حضرت شہیدؒ کے فرزند مدیر ماہنامہ ''الحق'' حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ کو نصیب فرمائی، مسجد بھی مکمل ہوگئی ہے اب اس میں تزئین و آرائش کا کام ہو رہا ہے اور بحمد اللہ ''تفسیر لاہوری'' بھی شائع ہو چکی ہے، اس سے قبل موصوف چار ضخیم جلدوں پر مشتمل حضرت شہیدؒ کے تذکرہ وسوانح پر مشتمل ''الحق'' کی خصوصی اشاعت بھی شائع کر چکے ہیں، تفسیر کے کام میں مولانا شہیدؒ کے دست راست مولانا مفتی محمد فہد مردانی اور برادرم مولانا محمد اسلام حقانی صاحبان تھے، آپ مسودات کو صاف کر کے حضرت شہیدؒ کے سامنے پیش کرتے اور حضرت تصحیح وعنوانات کا کام سرانجام دیتے۔ بہرحال! یہ ایک عظیم الشان کاوش اور قرآن مجید کی خدمت ہے جس پر حضرت مولانا راشد الحق سمیع سمیت جملہ خانوادہ حقانیہ اور مولانا محمد فہد مردانی مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ اس عظیم خدمت قرآن کو قبولیت ومقبولیت سے نوازے (آمین)

● **مولانا عبدالحق ثانی** (مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

الحمدللہ رب العالمین، شہید اسلام دادا جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات کے آخری ایام کا گویا اوڑھنا بچھونا ہی ''تفسیر لاہوری'' کی تکمیل تھا، رات دن چاہے سفر ہو یا حضر یہاں تک کے اسپتال کے بستر پر بھی موقع پاتے ہی تفسیری مسودات کے لئے مستعد رہتے۔ الحمدللہ! اپنی حیات میں ہی حضرت شہیدؒ ساڑھے ستائیس پاروں کی تکمیل کر چکے تھے۔ بقیہ ڈھائی پاروں کی تکمیل کے بعد تقریب ختم بخاری شریف جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں اس عظیم کاوش کو اہل اسلام کے روبرو پیش کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ''تفسیر لاہوری'' کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے درجات بلند فرمائے (آمین) عبدالحق ثانی بن مولانا حامد الحق حقانی

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی

۷؍فروری : جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ تقریب دستار بندی کی پرنور اور مختصر تقریب ایوان شریعت (دارالحدیث) میں منعقد ہوئی ،جس میں اٹھارہ سو سے زائد حفاظ،فضلاء اور مفتیان کی دستار بندی کی گئی، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ونائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث مبارک کا درس دیا، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی پس ومنظر پر روشنی ڈالی۔ تقریب کے اختتام پر شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ نے اجتماعی دعا کی اور عالم اسلام کی یکجہتی وفلاح و بہبود کیلئے دعائیں کیں،اس کے علاوہ تقریب دستار بندی میں جامعہ کے مدرسین اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۹ جنوری ۲۰۲۳ء بروز اتوار کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ کے اجلاس کا انعقاد امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اکیڈمک بلاک میں مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی زیرصدارت منعقد ہوا، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے آئے ہوئے معزز اراکین شوریٰ کا شکریہ ادا کیا،حضرت مہتمم صاحب نے آئندہ سال ۴۵۔۱۴۴۴ھ کا بجٹ پیش فرمایا جسے اللہ کے توکل پر اراکین شوریٰ نے منظور کیا۔

دارالعلوم حقانیہ کا شہرہ آفاق ترانہ ''حقانیہ ہمارا'' پارٹ ٹو

امسال جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ دستار بندی کے موقع پر جامعہ کا شہرہ آفاق ترانہ ''حقانیہ ہمارا'' پارٹ ٹو نئے اشعار، نئے انداز اور نئے اضافوں کے ساتھ سوشل میڈیا پر جاری کیا گیا، جس کے لئے ملک کے معروف نعت خواں ونظم گو حضرات حافظ زین العابدین جلالی، جناب

نعمان شاہ، حافظ حسان احسانی اور حافظ عبدالرزاق صاحبان کی خدمات حاصل کی گئیں انہوں نے مل کر اس ترانے کو پیش کیا،عم مکرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی خصوصی فکر و کاوش اور توجہات اس میں شامل حال رہیں۔ترانے کا یوٹیوب لنک ملاحظہ فرمائیں:

https://www.youtube.com/watch?v=iu0ZawOEATA

جامعہ اور وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات وتعطیلات

۹ فروری بروز ہفتہ جامعہ کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا،امتحان ایک ہفتہ جاری رہنے کے بعد وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات ۱۸رفروری ۲۰۲۳ء سے شروع ہوکر ۲۳رفروری ۲۰۲۳ء کو اختتام پذیر ہوئے،علاقہ بھر کے مدارس کے سو سے زائد اساتذہ نے وفاق کے زیراہتمام امتحان کی نگرانی کی، امتحان کے آخری دن حضرت مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب نے سالانہ تعطیلات کا اعلان کردیا۔

جمہوریہ مصر کے قراء حضرات کی دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری

۳۱۔جنوری : جمہوریہ مصر کے قراء حضرات قاری شیخ احمد فتحی الجوہری اور قاری شیخ مصطفیٰ اسماعیل الطنطاوی جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ہیں،مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے ملاقات کی اور از خود انہوں نے دارالعلوم حقانیہ سے متاثر ہوکر تلاوت قرآن کریم سنانے کی خواہش کا اظہار کیا،بعد از نماز مغرب جامع مسجد حضرت مولانا عبدالحقؒ میں تلاوت قرآن کریم کی عظیم مجلس کا انعقاد کیا گیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۲۲رجنوری: سعودی عرب اور انڈونیشیا کی تبلیغی جماعت کے احباب نے حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور اُن سے دعائیں لیں۔☆ مدرسہ تعلیم القرآن والتجوید پشاور کے وفد نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی ۔☆ مولانا اقبال رنگونی صاحب (یوکے) کے بھانجے مولانا محمد عمار سلیم صاحب مدیر مکتبہ قاسم العلوم نے بمع وفد حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی ۔

۲۳ جنوری: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے دارالعلوم ربانیہ شیدو میں حفاظ کرام کی دستار بندی کی اور بیان فرمایا۔۲۶ جنوری: حضرت مہتمم صاحب نے جامعہ ترتیل القرآن بابا کرم شاہ نوشہرہ کی سالانہ تقریب میں شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا،اسی روز صوبہ بلوچستان سے آئے ہوئے وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۳۱ جنوری: شعبہ تخصص فی الفقہ (سال اول) کے متخصصین کے اجلاس میں حضرت مہتمم صاحب نے

بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور متخصصین سے مقالہ جات کے حوالے سے گفت وشنید فرمائی ☆مسلم بانڈہ پبی میں مولانا بسم اللہ شاہ صاحب کے مدرسہ میں حفاظ کرام کی دستار بندی میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے جہاں آپ نے حفاظ کی دستار بندی کی اور بعد میں خطاب بھی فرمایا۔

یکم فروری: مولانا مفتی اجمل غنی مہتمم دارالعلوم نوشہرہ حکیم آباد کی دعوت پر ان کے سالانہ جلسے میں تشریف لے گئے اور جامع خطاب بھی فرمایا۔۲فروری: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی دعوت پر جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد کے جلسہ ختم بخاری میں شرکت فرمائی اور بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔۴فروری: صومالیہ سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت کے احباب نے اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مہمانوں نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں کیں۔

۵فروری: جامعہ حقانیہ کے شعبہ دارالحفظ میں حفاظ کی دستار بندی کی تقریب میں شرکت کی اور آخری سورتیں پڑھائیں اور انہیں دعاؤں سے نوازا۔

۶فروری: جامعہ اشرفیہ پشاور کی سالانہ تقریب ختم بخاری شریف میں بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی اور تقریب کی صدارت اور خطاب فرمایا۔☆ جامعہ ابی عبیدیہ ابن جراح شیرین کوٹھے میں ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۷فروری: جامعہ کے دارالحدیث ہال میں جامعہ کے فضلاء کرام کی دستار بندی فرمائی۔

۹۔۱۰رفروری: جامعہ دارالادب چارسدہ کی دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا اورصوابی میں بھی فضلائے کرام کی دستار بندی فرمائی اور خطاب فرمایا۔

۱۱فروری: دارالعلوم میں جاری امتحانات اور ہالوں کی نگرانی فرمائی۔

۱۲رفروری: جامعہ دارالفرقان حیات آباد پشاور حضرت مولانا عبدالبصیر شاہ حقانی کے جامعہ میں بیان فرمایا اور دعا فرمائی۔

۱۶فروری: چارسدہ ،مردان ،صوابی میں فضلاء کرام سے ملاقات کی۔

۱۸فروری: وفاق المدارس العربیہ کے شعبہ کتب کے سالانہ امتحان میں نگرانی کی،الجزائر اور سوڈان کے علماء نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۱۹۔۲۰فروری: دارالعلوم نوشہرہ اور جامعہ ترتیل القرآن نوشہرہ، دارالعلوم ربانیہ شیدو کے امتحانی ہالوں کا معائنہ فرمایا اور قلعہ سیف اللہ کے فضلاء کرام نے ملاقات کی نیز جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ اضاخیل

جامعہ دارالعلوم نعمانیہ محبؒ بانڈہ کے امتحانی ہالوں کا معائنہ فرمایا

حضرت نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی صاحب کی مصروفیات

۲۵ جنوری: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی اور انتظامی کمیٹی کا اجلاس حضرت نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی زیرصدارت منعقد ہوا، اجلاس میں آنے والے سالانہ مجلس شوریٰ وسالانہ تقریب ختم بخاری کے انتظامات کے سلسلہ میں مشاورت ہوئی۔ ۲۸ جنوری: جمعیت علمائے اسلام ضلع پشاور کے وفد نے مولانا صاحب حسین حقانی ،مفتی رضا حقانی، مولانا نوید احمد کی قیادت میں ملاقات کی۔۲رفروری: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کے ادارے جامعہ ابوہریرہ خالق آباد کی سالانہ ختم بخاری میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۵ فروری: یوم یکجہتی کشمیر کی مناسبت سے آدمزئی ضلع نوشہرہ میں منعقدہ تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۵فروری: سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے صاحبزادے سابق وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب ملاقات کیلئے اکوڑہ خٹک تشریف لائے،والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ نے تفصیلی ملاقات کی اور حضرت مولاناعبدالحقؒ و شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قبور پر فاتحہ خوانی کی۔ ۶رفروری: ناناجان حضرت مولانا اشرف علی قریشی صاحب نور اللہ مرقدہ کے ادارے پشاور کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ پشاور کی سالانہ تقریب ختم بخاری شریف میں شرکت کی اور خطاب فرمایا،تقریب کی صدارت حضرت مہتمم صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے فرمائی جبکہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ کے علاوہ میزبان و مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا ارشدعلی قریشی صاحب نے خطاب فرمایا۔۱۱رفروری: جامعہ دارالہدیٰ حکیم آبادنوشہرہ کی سالانہ تقریب دستار بندی میں بطورمہمان خصوصی شرکت کی اورخطاب فرمایا،اسی روز ڈاکٹر راشدعظیم صاحب کے صاحبزادے کے ختم القرآن کے موقع پر منعقدہ تقریب میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۱۲رفروری: جامعہ بحرالعلوم شبقدر ضلع چارسدہ کی سالانہ تقریب دستاربندی میں بطورمہمان خصوصی شرکت کی اورخطاب فرمایا۔

تین روزہ دورہ جنوبی پنجاب

والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان ونائب مہتمم جامعہ حقانیہ ۱۲فروری کوتین روزہ دورہ پرجنوبی پنجاب روانہ ہوئے جہاں انہوں نے ملتان میں جمعیت

علماء اسلام ملتان سٹی کے زیر اہتمام منعقدہ استقبالیہ میں شرکت کی۔
۱۳رفروری کو جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور ضلع رحیم یار خان کے سالانہ اجتماع میں شرکت کیلئے خانپور تشریف لے گئے جہاں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی صاحب مدظلہ نائب امیر مرکزیہ جمعیت نے استقبال فرمایا، حضرت نائب مہتمم صاحب نے اجتماع میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا، اسی روز جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ملتان تشریف لے گئے جہاں مہتمم جامعہ مولانا زبیر احمد صدیقی نے خوش آمدید کہا اور استقبال کیا، بعد ازاں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے دیرینہ ساتھی خواجہ عزیز الرحمٰن مرحوم کی وفات پر تعزیت کی۔مولانا سید یوسف شاہ صاحب بھی اس سفر میں ہمراہ تھے۔
۱۴رفروری: مجلس علماء اسلام کے زیر اہتمام کنونشن سینٹر اسلام آباد میں علماء و مشائخ کنونشن میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے اور خطاب فرمایا۔۱۴رفروری: جمعیت علماء اسلام ہریپور کے زیر اہتمام عالمی محفل حسن قرات میں شرکت کیلئے ہری پور تشریف لے گئے اور خطاب فرمایا۔ ۱۵فروری: اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کیلئے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ ۱۷رفروری: جامعہ حفظ القرآن التجوید شیخ آباد پشاور میں سالانہ تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۱۹رفروری: اقراء روضۃ الاطفال سسٹم اکوڑہ خٹک کے زیر اہتمام تکمیل ناظرہ وحفظ القرآن کی تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

☆ تخت بھائی مردان میں مدرسہ ضیاء القرآن کی سالانہ تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا بعدازاں مسجد و مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔مدرسہ ضیاء العلوم جبی نظام پور ضلع نوشہرہ کی سالانہ تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۲۱رفروری: وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام جامعہ حقانیہ میں جاری سالانہ امتحانات کی نگرانی فرمائی۔

وفیات: دارالعلوم حقانیہ کے مخلص اور جمعیت علمائے اسلام سندھ کے امیر شیخ الحدیث پیر طریقت مولانا لیاقت علی شاہ نقشبندیؒ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے ،حضرت مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات سے متصف فرمایا تھا،آپ نے ہرمیدان میں عزیمت واستقامت کیساتھ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کا ساتھ دیا اور آخر دم تک حضرت شہیدؒ کے مشن پر قائم رہے۔☆ جامعہ حقانیہ کے مخلص اور جمعیت علماء اسلام اسلام آباد کے مرکزی رہنما مولانا ڈاکٹر اسداللہ حقانی کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں،اللہ تعالیٰ ان دونوں مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اوران کے صاحبزادگان و جملہ پسماندگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● **دَرودِ حاجات** مرتب: سید عبدالودود شاہ
ضخامت ۲۱۷ صفحات ناشر: شمسی پبلشرز اردو بازار کراچی

درود شریف کی فضیلت اور اہمیت قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے سب مسلمانوں پر واضح ہے، درود شریف کے بے شمار فضائل و برکات ہیں جو دنیاوی مصائب و مشکلات سے نجات اور آخروی مقاصد کے حصول کیلئے بہت کارگر ہیں، درود شریف کی کثرت سے ورد باعث اجر وثواب ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا کا وسیلہ بھی ہے، کلمات درود شریف احادیث مبارکہ میں بکثرت ملتے ہیں اور بعض علمائے کرام نے اس کے مخصوص مجموعے بھی مرتب کئے ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''درود حاجات'' بھی انہیں مجموعوں کا ایک تسلسل ہے، جسے سلسلہ اویسیہ کے مشہور بزرگ جناب سید عبد الودود شاہ صاحب نے مرتب کیا ہے ،مؤلف موصوف نے اس سے قبل بھی تقریباً ۹۲ ضخیم جلدوں میں درود شریف پر کام کیا ہے، اس مجموعہ میں انہوں نے اسمائے الحسنی کی تعداد کے مطابق درود شریف کو مرتب کیا ہے اور ساتھ ہی چالیس مسنون درود شریف بھی شامل کئے ہیں اور ہر درود کے ساتھ اس کی خصوصیات اور برکات بھی ذکر کئے ہیں، اس مجموعہ سے عوام اور خواص دونوں یکساں طور پر استفادہ کرسکتے ہیں۔

● **اصلاحی مواعظ** افادات: **مولانا سید محمد یوسف شاہ حقانی**
مرتب: مولانا سید محمود الحسن شاہ حقانی ضخامت: ۲ جلد: ۸۹۴ صفحات
ناشر: مکتبہ سادات ہارون حضرو اٹک رابطہ نمبر 03005494021

مولانا سید محمد یوسف شاہ حقانی صاحب علاقہ چھچھ کے ایک علمی و روحانی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اجل فضلاء، مخلصین اور ارکان شوریٰ میں ان کا نام نامی و اسم گرامی سرفہرست ہے، ان کا مشائخ حقانیہ اور علمائے دیوبند سے والہانہ عقیدت، محبت اور خصوصی تعلق بے مثل ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے ملکہ اور سلیقہ

سے خوب نوازا ہے، موقع ومحل کے مناسبت سے برجستہ سلیقہ مند گفتگو کرتے ہیں، مختلف مواقع پر مختلف اجتماعات سے مختلف موضوعات پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جامع، فکر انگیز اور پر مغز تقریر کرتے ہوئے سامعین کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''اصلاحی مواعظ'' آپ کے انہی مواعظ، ارشادات اور خطبات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف مواقع پر مختلف اجتماعات میں مختلف موضوعات پر ارشاد فرمائے ہیں، اس مجموعے کو افادہ عام کی خاطر مولانا سید محمود الحسن حقانی نے نہایت سلیقے سے شگفتہ اردو زبان میں کتابی صورت میں مرتب کیا، ہر وعظ وخطبہ مدلل، جامع اور امت کی اصلاح کے عنصر سے معمور اور علمی جواہرات سے بھر پور ہے، ۳۳ مواعظ پر مشتمل یہ حسین گلدستہ اہل علم اور خطیب حضرات کے علاوہ سکول، کالج و یونیورسٹی کے طلبہ اور عامہ الناس کے لئے ایک انمول تحفہ اور قیمتی سوغات ہے، سب حضرات اس وقیع مجموعہ سے یکساں طور پر استفادہ کرسکتے ہیں۔

- **عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنیؒ** مؤلف: مولانا قاضی مظہر حسین چکوالیؒ

ضخامت ۹۶ صفحات ناشر: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال

صحابہ کرامؓ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا، صحابہ کرام ہی امت کے مقتدا و امام ہیں، وہ رشد وہدایت کے روشن مینار ہیں، ان کی قربانیوں کی بدولت ہی آج ہم دین کی روشنی سے منور ہیں، صحابہ کرامؓ کا ذکر وتذکرہ ہم سب کیلئے باعث رحمت و برکت ہے، صحابہ کرامؓ کی زندگیوں پر سوانحی کتابیں بیشمار لکھی گئی ہے جس سے ہم رہنمائی حاصل کرتے ہیں کچھ لوگوں نے صحابہ کرامؓ کی شان کو گھٹانے کی جسارت کی اور آج بھی کررہے ہیں لیکن علمائے حق نے اسکی رد میں کتابیں لکھ کر ان کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملا دیا اور انکے عزائم کے سامنے بند باندھ کر سد سکندری ثابت ہوئی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ بھی صحابہ کرامؓ کا ہر مجلس، ہر درس اور اپنی کتابوں میں والہانہ انداز میں تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ زیر تبصرہ کتاب ''عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنیؒ'' میں انہیں فرمودات کو ان کے خلیفہ اجل، تلمیذ رشید حضرت مولانا قاضی مظہر حسین چکوالیؒ نے جمع کیا ہے، اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہیں جس میں صحابہؓ پر اٹھائے گئے شبہات کے جوابات بھی دی گئی ہے۔

- **چالیس احادیث** افادات: مشائخ جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مرتب: مولانا مفتی احسان الحق ضخامت: ۳۳ صفحات ناشر: مکتبہ الحسنی کراچی 03322177075

ماخذ دینیہ میں دوسرا نمبر احادیث مبارکہ کا ہے جسے وحی غیر متلو بھی کہا جاتا ہے جس کے بغیر دین کی تفہیم ناممکن ہے، یہ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح ہے، ذخیرہ احادیث مبارکہ کی کتابوں میں ایک نوع اربعین حدیث (چہل حدیث) کے نام سے موسوم ہے، اس نوع میں اہل علم نے اپنے اپنے ذوق اور فہم کے مطابق مستقل کتابیں لکھی ہیں جو بے شمار ہیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''چالیس احادیث'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے مؤلف موصوف نے جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مشائخ کے فرمودات کے مطابق جمع کیا ہے، اساتذہ کرام نے کسی حدیث کے متعلق کہا کہ اس کو یاد کرنی چاہیے، یا اسے نوٹ کرلیں یا کسی حدیث کے متعلق کوئی خاص جملہ کہا ہے تو مرتب کتاب نے ان سب کو بعد میں چہل حدیث کے تحت یکجا کردیا، ساتھ استاد محترم کا وہ جملہ بھی لگایا ہے، مؤلف موصوف کے اساتذہ کرام میں مفتی عبدالمجید دین پوری، مولانا عبد الروف غزنوی، مفتی عطا الرحمٰن شہید، قاری مفتاح اللہ، مولانا فضل محمد یوسفزئی، ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر، مولانا محمد انور بدخشانی صاحبان شامل ہیں، یہ ایک بہترین کتاب ہے اگر کوئی طالب علم چالیس احادیث کو یاد کرنا چاہتا ہے تو یہ مجموعہ اسے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

● **دین کامل مع سفرنامہ کوٹ ادو** بیان وارشادات: **مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی**

مرتب: ڈاکٹر عبدالشکور عظیم تخریج وعناوین: مولانا محمد زعفران ہزاروی ضخامت: ۸۴ صفحات

مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی محتاج تعارف نہیں، آپ ایک علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ساری خوبیوں اور کمالات سے نوازا ہے، آپ اپنے والد ماجد مولانا مفتی عبد الشکور ترمذیؒ کی طرح علوم نبوت کے رموز و اسرار، حکم و معارف سے آشنا عالم دین ہیں، آپ کا وعظ و نصیحت سحر آفریں، علم وحکمت سے لبریز اور روح اسلام سے معمور ہوتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ''دین کامل مع سفرنامہ کوٹ ادو'' بھی آپ کا ایک وعظ اور ایک مجلس اور سفر پر مشتمل علمی روداد ہے جو انہوں نے کوٹ اڈو مظفر گڑھ میں کیا تھا، ڈاکٹر عبدالشکور عظیم نے اسے مرتب کیا اور منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی، اس میں کچھ مجلسی افادات اور سفر کے احوال کو بھی یکجا کیا گیا ہے، یہ ''دین کامل'' کے نام سے ایک عالمانہ تقریر ہے جس میں آیت اور احادیث کی تخریج مولانا زعفران ہزاروی نے کی ہے، یہ جامع اور پر مغز تقریر عوام اور خواص دونوں کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کتاب کو جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا نے شائع کیا ہے۔ ☆ ☆ ☆